فاطمة بضعة مني

جزوِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کفر ہے

مؤلف

محقق زماں مفتی محمد چمن زمان

نجم القادری

رئیس جامعة العین

للعلوم الاسلامیہ سکھر

قال رسول الله
فاطمة عليها السلام
١٤٤٠
بضعة مني
يؤذيني ما يؤذيها

جزوِ رسول

کی بے ادبی کفر ہے!

از قلم:

مفتی محمد چمن زمان نجم القادری

رئیس جامعة العین۔ سکھر سندھ پاکستان

کتاب	:	جزوِ رسول کی بے ادبی کفر ہے!
مصنف	:	مفتی محمد چمن زمان نجم القادری
تقدیم	:	مفتی شہزاد خان حافظ آبادی
بارِ اشاعت	:	اوّل
سن اشاعت	:	جمادی الاولی 1443ھ / دسمبر 2021ء
ناشر	:	چشتی کتب خانہ
تعداد	:	1100
باہتمام	:	**مجلسِ تحقیقات جماعتِ حیدرِ کرّار**
پیشکش	:	**تحریک عظمتِ آل واصحابِ رسول** صلی اللہ علیہ وسلم

ملنے کے پتے

چشتی کتب خانہ داتا دربار مارکیٹ لاہو

ضیاء القرآن پبلی کیشنز اُردو بازار کراچی

جامعۃ العین ہالار سوسائٹی نزد آئی بی اے ۲ **سکھر**

اسلامک بک کارپوریشن، اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی

فہرست مضامین

صفحہ	عناوین

پارَہائے صُحُف غنچہائے قُدس — اہلِ بیتِ نبوت پہ لاکھوں سلام

آبِ تَطہِیر سے جس میں پودے جمے — اس ریاضِ نَجابَت پہ لاکھوں سلام

خونِ خَیرُ الرُّسُل سے ہے جن کا خَمِیر — اُنکی بے لَوث طِینَت پہ لاکھوں سلام

اس بتول جگر پارۂ مصطفیٰ — حجلَہ آرائے عِفَّت پہ لاکھوں سلام

جس کا آنچل نہ دیکھا مَہ و مِہر نے — اس رِدائے نَزاہَت پہ لاکھوں سلام

سیِّدَہ زاہِرہ طَیِّبَہ طاہِرہ — جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

ابتدائیہ

از قلم : استاذ العلماء علامہ مفتی شہزاد خان حافظ آبادی

ناظمِ تعلیمات جامعة العین۔ سکھر

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين وعلى آله واصحابه الطاهرين الى يوم الدين

آل النَّبِي ذريعتي وهم إِلَيْهِ وسيلتي
أَرْجُو بهم أعْطى غَدا بيدِي الْيَمين صحيفتي

بعد از حمد وصلوۃ وسلام: رئیس الاذکیاء عمدۃ الفضلاء محافظِ ناموسِ سیدہ زہراء الاصولی النظار جامع المعقول والمنقول استاذی المکرم سرمایہ وافتخار اہلسنت حضرت العلام مفتی حافظ محمد چمن زمان نجم القادری زید علمہ وفضلہ فی کل آن کے قلمِ اشہب سے برآمد ہونے والی یہ بابرکت تحریر بھی "جانِ خیر الوریٰ" اور "تنزیہ مکانۃ الزہراء" کی طرح عبقری ولاجواب اور آپ کی وسعتِ علمی اور شرحِ صدر کی غماز ہے۔ اللہ جل شانہ وعز اسمہ آپکے علم وفضل میں مزید اضافہ فرمائے اور آپ کو محفوظ ومامون رکھے۔

بندۂ ناچیز اس سلسلۃ الذہب میں چند گزارشات کے ساتھ عرض گزار ہے جو حقیقت میں گلستانِ استاذ العلماء کی خیرات ہے۔ **وبالله التوفيق والصواب:**

اللہ تعالی نے خانوادۂ رسول ﷺ کو بے شمار امتیازی شانوں سے نوازا ہے۔ چنانچہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

خير العرب مضر، وخير مضر بنو عبد مناف، وخير بنی عبد مناف بنو هاشم، وخير بنی هاشم بنو عبد المطلب، والله ما افترقت فرقتان منذ خلق الله آدم إلا كنت فی خيرهما

عربوں میں سے بہتر اور افضل قبیلہ مضر ہے اور مضر قبیلہ میں سے افضل اور برتر قبیلہ بنو عبد مناف ہے اور قبیلہ بنو عبد مناف میں سے خیر اور بہتر بنو ہاشم ہیں۔ اور بنو ہاشم میں سے افضل اور اعلی بنو عبد المطلب ہیں۔ بخدا جب سے اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا (ان کی نسل سے) جو دو گروہ اور جماعتیں الگ ہوئیں تو میں ان میں سے بہتر فرقہ وجماعت میں موجود رہا۔ (سبل الہدی والرشاد 1 / 235)

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما ولدتنی بغیّ قط منذ خرجت من صلب آدم، ولم تزل تنازعنی الأمم کابراً عن کابر حتی خرجت من أفضل حییّن من العرب: هاشم وزهرة

جب سے میں پشتِ آدم سے ظہور فرما ہوا، میری ولادت میں (کسی مرحلہ پر) بدکار عورت کا دخل نہیں ہوا۔ اور ہمیشہ سے امتیں اور قبائل بڑے سے چھوٹے افراد تک میرے ساتھ فضل اور شرف میں نزاع اور مقابلہ کرتے رہے حتی کہ میں عرب کے افضل ترین قبیلوں ہاشم اور زہرہ میں برآمد ہوا۔ (سبل الہدی والرشاد 1 / 236)

مذکورہ بالا روایات سے صاف طور پہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے قبیلے اور خاندان کو تمام قبیلوں اور خاندانوں پر فضیلت حاصل ہے۔

اسی فضیلت کے باب سے یہ بھی ہے کہ اللہ کریم نے خانوادۂ رسول ﷺ کو بے مثال طہارت سے نوازا اور اس خاندان کو انبیاء جیسی طہارت عطا فرمائی۔ چنانچہ امام رازی فرماتے ہیں:

جعل الله أهل بيت النبیﷺ مساوين له فی خمسة أشياء : فی المحبة ، قال تعالی : (فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ). وقال لأهل بيته: (إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى). والثانی : فی تحريم الصدقه. قالﷺ : (حرمت الصدقة علی وعلی

آل بیتی). والثالث فی الطهارة قال الله تعالی : (مَآ أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَى إِلَّا تَذْكِرَةً لِمَنْ يَخْشَى). وقال لأهل بيته : (وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا).الرابع : السلام قال : (السلام علیك أیها النبی). وقال فی أهل بیته : (سَلَامٌ عَلَى إِلْ يَاسِينَ). فی الصلاة علی الرسول وعلی آله کما فی آخر التشهد ..

(من اسرار التنزیل للإمام فخر الدین الرازی المتوفی سنة 606 ھ ص120)

امام اجل فخر المفسرین امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالی کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ:
اللہ تعالی نے اہلِ بیتِ کرام کو پانچ چیزوں میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے مساوی بنایا ہے۔
وہ پانچ چیزیں یہ ہیں: (1): محبت۔ کیونکہ حضور ﷺ کے بارے میں فرمایا: فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ اور آپ ﷺ کے اہلِ بیتِ کرام کے بارے میں فرمایا: إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى (2): صدقہ کی تحریم۔ جیسے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: صدقہ حرام کر دیا گیا مجھ پر اور میرے اہلِ بیت پر۔ (3): طہارت۔ جیسے اللہ تعالی نے آپ ﷺ کے بارے میں فرمایا: مَآ أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَى إِلَّا تَذْكِرَةً لِمَنْ يَخْشَى اور آپ ﷺ کے اہلِ بیت کے بارے میں فرمایا: وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (4): سلام۔ جیسے حضور ﷺ کے بارے میں فرمایا: السلام علیك أیها النبی اور آپ کے اہلِ بیتِ کرام کے بارے میں فرمایا: سَلَامٌ عَلَى إِلْ يَاسِينَ (5): درود۔ جیسے تشہد میں حضور ﷺ اور آپ علیہ السلام کے اہلِ بیتِ کرام پہ درود بھیجا گیا۔
اسی مضمون کو علامہ سید ابراہیم حسنی شافعی سمہودی رحمہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب الاشراف علی فضائل الاشراف میں امام رازی رحمہ اللہ تعالی سے نقل فرمایا ہے۔

علامہ سید ابراہیم حسنی شافعی سمہودی نے الاشراف علی فضائل الاشراف میں طہارتِ آلِ پاک کے بارے میں سوال اٹھایا کہ: حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی آلِ پاک کو ایسی عظیم طہارت سے نوازنے کی کیا حکمت ہے؟

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے علامہ سمہودی نے جو گفتگو فرمائی اس کا حاصل یہ ہے کہ: اللہ کریم نے باقی انبیاء میں سے کثیر کو یہ اعزاز بخشا کہ وہ نبی تو ان کی اولاد بھی نبی۔ جیسے حضرت ابراہیم خلیل الرحمن نبی تو ان کے بیٹے حضرت اسماعیل بھی نبی۔ حضرت یعقوب نبی تو ان کے بیٹے حضرت یوسف بھی نبی۔ جبکہ حضور ﷺ نبی آخر الزمان ہیں اور آپ ﷺ کے بیٹے جنابِ ابراہیم سلام اللہ علیہ نبی نہیں۔ اب اگر حضور ﷺ کے جگر پارے حضرت ابراہیم کو شانِ نبوت اور رسالت سے نوازا جاتا تو یہ ختمِ نبوت کے منافی تھا اور اگر ان کو منصبِ نبوت اور رسالت پر سرفراز نہ کیا جاتا تو حضور ﷺ کی شانِ اقدس میں بظاہر کمی نظر آتی۔ کیونکہ باقی انبیاء کے بیٹے نبی ہوں اور حضور ﷺ کے بیٹے نبی نہ ہوں تو اس سے بظاہر نقصِ شان لازم آتی، اس لیے اللہ تعالی نے حضور ﷺ کی آلِ پاک کو ایسی طہارت عطا فرمائی جو نبوت ورسالت کا عوض اور بدلہ ہے۔ اور یہ امر واضح ہے کہ جب معوض شاندار اور منفرد خصوصیت کا حامل ہو تو عوض اور بدلہ بھی امتیازی شان اور منفرد خصوصیت کا حامل ہو گا۔

اسی حقیقت کی جانب اشارہ کرتے ہوئے حضور ﷺ نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم سلام اللہ تعالی علیہ کے بارے میں فرمایا، جیسا کہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے:

وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا

اگر زندہ رہتے تو صدیق نبی ہوتے۔

(سنن ابن ماجہ 1511)

یونہی حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَوْ عَاشَ إِبْرَاهِيمُ لَكَانَ نَبِيًّا

اگر جنابِ ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔(تاریخِ دمشق 3/139)

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں:

لَوْ عَاشَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا

اگر حضور ﷺ کے لختِ جگر ابراہیم زندہ رہتے تو صدیق نبی ہوتے۔(مسند احمد 12358)

مزید تفصیل استاذِ مکرم محققِ مسائلِ جدیدہ وقدیمہ رئیس العلماء مفتی محمد چمن زمان نجم القادری خیر آبادی زید شرفہ کی نفیس اور انتہائی علمی تحریر موسوم ب: "جزوِ رسول کی بے ادبی کفر ہے" کے صفحہ 86،87 پہ ملاحظہ فرمائیں۔

تنبیہِ ہام: آلِ پاک کی طہارت حضور ﷺ جیسی یا انبیاءِ کرام جیسی ہونے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ جیسے انبیاءِ کرام معصوم ہیں اسی طرح آلِ پاک کو بھی معصوم سمجھا جا رہا ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ آلِ پاک رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنسِ طہارت میں شریک ہے البتہ نوعیت و کیفیت میں فرق ہو سکتا ہے۔ وہ اس طرح کہ جو طہارت رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہے وہ مخلوق کے حق میں جنسِ طہارت کی سب سے اقوی نوع ہے اور جو طہارت آلِ پاک کو حاصل ہے وہ نوع بھی درجۂ کمال میں منفرد ہے اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی طہارتِ کاملہ کے مشابہ ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جو طہارت رسول اللہ ﷺ کو یا دیگر انبیاءِ کرام کو عطا فرمائی گئی، بعینہا وہی طہارت آلِ پاک کے لیے مانی جا رہی ہے حتی کہ انبیاء و رسل کی عصمت ماننے سے آلِ پاک کی عصمت ماننا لازم آئے۔

طہارت کلی مشکک ہے وہ محلِ قابل کے اعتبار سے قوت اور ضعف کو قبول کرتی ہے۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ ہجرت کے ایام میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق غار میں پریشان ہوئے تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے جنابِ ابو بکر صدیق کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا۔ آپ غمگین نہ ہوں، بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

اس موقع پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو جو معیتِ خداوندی اور جو قربِ خاص حاصل تھا اس میں خلیفۃ المسلمین افضل البشر بعد الانبیاء ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی شریک فرمایا۔ علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ومن هنا قالوا: إن انكار صحبته كفر، مع ما تضمنته من تسلية النبي ﷺ له بقوله: لا تَحْزَنْ وتعليل ذلك بمعية الله سبحانه الخاصة المفادة بقوله: إِنَّ اللَّهَ مَعَنا ولم يثبت مثل ذلك في غيره بل لم يثبت نبي معية الله سبحانه له ولآخر من أصحابه وكأن في ذلك إشارة إلى أنه ليس فيهم كأبي بكر الصديق رضي الله عنه. (روح المعانی 5/291)

علامہ آلوسی کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ: حضرت ابو بکر صدیق کا صحابی ہونا قرآنِ مجید کی صریح نص سے ثابت ہے اور اسی وجہ سے اس کا انکار کفر ہے۔ اس کے ساتھ مزید یہ بات بھی ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا جنابِ ابو بکر صدیق کو "لا تحزن" کے ساتھ تسلی دینا اور "ان اللہ معنا" کے ساتھ اس کی وجہ اللہ تعالیٰ کی معیتِ خاصہ کو بیان کرنا، یہ جنابِ ابو بکر صدیق کے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ معیتِ خاصہ اور قربِ خداوندی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے علاوہ کسی میں بھی ذاتی طور پر متحقق نہیں۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں: بلکہ ایسی معیتِ الہیہ اور قربِ خاص کسی بھی نبی نے اپنے اور اپنے

اصحاب میں سے کسی کے لیے ثابت نہیں فرمائی۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے "ان اللہ معنا" کے ذریعے اس جانب اشارہ فرمایا کہ امم سابقہ اور اس امت میں سوائے انبیاء علیہم السلام کے کوئی بھی ابو بکر صدیق جیسا نہیں ہے۔

اس گفتگو سے مسئلۂ طہارتِ آلِ پاک کی تائید یوں ہوتی ہے کہ: حضرت ابو بکر صدیق کو وہ ہی قربِ خداوندی اور معیتِ خاصہ حاصل ہے جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو حاصل ہے لیکن نوعیت اور کیفیت میں فرق ہو سکتا ہے۔ بایں طور کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو جو معیت اور قربِ خداوندی حاصل ہے وہ ذاتی ہے اور جو حضرت ابو بکر صدیق کو حاصل ہے وہ طفیلی ہے اور اس طرح مقام میں یکسانیت لازم نہیں آئے گی۔

جیسے دو آدمی ایک مکان میں، ایک ہی سمت، ایک ہی طریقے اور ایک ہی وضع پر موجود ہوں۔ لیکن ایک مالک ہونے کی حیثیت سے موجود ہو اور دوسرا غلام ہونے کی حیثیت سے تو برابری لازم نہیں آتی۔ مسئلہ طہارت کو بھی اسی انداز میں سمجھا جائے۔

داتا گنج بخش علی ہجویری طہارتِ آلِ پاک کی امتیازی شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اہلِ بیتِ پیغمبر ﷺ آنان کہ بطہارتِ ازلی مخصوص بودند۔ ہر یکے را اندریں معانی قدمی تمام است وجملہ قدوۃ ایں طائفہ بودہ اند خاص وعام ایشاں

اہلِ بیتِ سرورِ عالم ﷺ وہ پاک ہستیاں ہیں کہ ازلی پاکی ان کی ذوات کے واسطے مخصوص ہے۔ اور ان میں ہر ایک طریقت میں کامل اور مشائخِ طریقت کے امام ہیں، عام ازیں عوام میں سے ہوں یا خواص میں سے۔ (کشف المحجوب ص 61)

اسی طرح کی بات شیخ امام فناء فی الرسول علامہ اسماعیل نبہانی رحمہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب

الشرف المؤبد لآلِ محمد ﷺ میں فرمائی کہ: اہلِ بیتِ کرام کی طہارت ازلی ہے۔
ان دو ساداتِ کرام کی عبارات سے حضراتِ اہلِ بیتِ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے لیے امتیازی اور خصوصی طہارت کا حصول واضح طور پر معلوم ہوتا ہے۔

تنبیہ ہام: حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمہ اللہ تعالی اور علامہ سید اسماعیل نبہانی رحمہ اللہ تعالی نے جو اہلِ بیتِ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی طہارت کے لیے "ازلی" کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اگر اس سے مراد حقیقی "ازلی" ہی ہے تو اس اعتبار سے کہ اس کا فیصلہ ازل میں فرما دیا گیا تھا۔ اور اگر "ازلی" سے مراد "دائمی" ہے تو پھر وہ باعتبار خارج میں متحقق ہونے کے ہے اور اس صورت میں ان مشائخِ کرام کا دائمی کو "ازلی" بولنا مجاز ہو گا۔
رئیس المناطقہ محقق مسائلِ جدیدہ و قدیمہ محافظِ ناموسِ زہراء سلام اللہ تعالی علی ابیہا و علیہا نے اس رسالے کے صفحہ 47 تا54 اس مقدمے پہ گفتگو فرمائی ہے کہ سیدہ طیبہ طاہرہ فاطمہ سلام اللہ تعالی علی ابیہا و علیہا رسول گرامی ﷺ کی یا جزوِ حقیقی ہیں یا فقط حکمی۔ بہر صورت آپ رضی اللہ تعالی عنہا کا جزو ہونا قطعی امر ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ: یہ قضیہ شرطیہ منفصلہ حقیقیہ ہے، اس کی دونوں نسبتیں نہ جمع ہو سکتی ہیں اور نہ ہی اٹھ سکتی ہیں۔ جیسے العدد اما زوج او فرد۔ جیسے یہ مقدمہ قطعیہ یقینیہ ہے اسی طرح مذکورہ بالا مقدمہ بھی قطعیہ یقینیہ ہے۔
ہر تقدیر پر سیدہ زہراء پاک کی بے ادبی رسولِ گرامی ﷺ کی بے ادبی قرار پائے گی۔ جس طرح آپ ﷺ کے جزوِ حقیقی کی توہین سے بچنا فرض ہے اسی طرح آپ ﷺ کے جزوِ حکمی کی توہین سے بچنا بھی فرض ہے۔
اس رسالہ مبارکہ میں قبلہ استاذ صاحب زید شرفہ نے کثیر نقول ذکر فرمائی ہیں۔ جن جزئیات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ و علی آلہ وسلم کی ذاتِ والا کی طرح

آپ کی جانب منسوبات کا معاملہ بھی بہت حساس ہے۔

اسی رسالہ کے صفحہ 55 سے 62 تک استاذی المکرم محقق اسلام سلطان المناظرین مفتی محمد چمن زمان نجم القادری اطال اللہ عمرہ نے اس اہم امر کی جانب توجہ دلائی ہے کہ بے شمار احکام ایسے ہیں جو سیدہ فاطمہ سلام اللہ تعالی علی ابیہا و علیہا کے حضور ﷺ کے جزء ہونے پر متفرع ہیں۔

حضور ﷺ نے "فمن ابغضھا ابغضنی" کو "انما فاطمۃ بضعۃ منی" پر متفرع فرمایا ہے اور اسی طرح محدث سہیلی نے "من سب فاطمة فقد كفر" اور "من صلی علیہا فقد صلی علی ابیہا" کو "انما فاطمۃ بضعۃ منی" پر متفرع فرمایا ہے۔

انہی تفریعات سے علامہ احمد بن اسماعیل کورانی کی تفریع جو انہوں نے "انما فاطمۃ بضعۃ منی" والے جملۂ حدیث پر سلسلۂ گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے بٹھائی ہے کہ:

سہیلی نے کہا: جو سیدہ فاطمہ زہراء پہ درود پڑھے تحقیق اس نے رسول اللہ ﷺ پہ درود پڑھا کیونکہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا رسولِ گرامی کا لخت ہیں۔

علامہ کورانی رحمہ اللہ تعالی نے کہا: میں کہتا ہوں جس نے حسن اور حسین رضی اللہ تعالی عنہما پر درود پڑھا پس تحقیق اس نے رسولِ گرامی صلی اللہ تعالی علیہ و علی آلہ وسلم پر درود پڑھا کیونکہ وہ دونوں رسولِ گرامی صلی اللہ تعالی علیہ و علی آلہ وسلم کے لخت ہیں۔

فائدہ جلیلہ: اسی طرح قطبِ دوراں غوثِ زماں مامور من الرسول فاتحِ قادیانیت رئیس المجددین امام اہلسنت شہزادۂ غوث الوری سیدنا پیر مہر علی شاہ گیلانی صاحب نور اللہ مرقدہ نے بھی "انما فاطمۃ بضعۃ منی" پر اپنے استدلال کو متفرع فرماتے ہوئے فرمایا:

اور سارے عالم پر واضح ہو گیا کہ جناب سیدۃ النساء بھی بوجہ بضعۃ الرسول ہونے کے عبدیتِ

محصنہ کی وارث ہیں اور اپنے والد ماجد علیہ الصلوۃ والسلام کی طرح ان کی عالی اور پاک شان بھی ملکیت کے دھبہ اور خدائی فیصلہ پر ناراضگی کے نقص سے منزہ اور پاک ہے۔

(تصفیہ شریف ص 47)

آخر میں ایک ایسا سوال ذکر کرتا ہوں جس کے بارے میں گمان کیا جاتا ہے کہ شاید اس کا کوئی جواب نہیں۔

سوال: معترض کہتا ہے کہ ہم نے مانا کہ جو شخص سیدہ طیبہ طاہرہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی ادنی سی بے ادبی کرے وہ بے ادبی رسولِ گرامی ﷺ کی قرار پائے گی۔ جس طرح یہ قبیح ہے اسی طرح سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی بے ادبی بھی قبیح ہے۔ لیکن جس شخص نے فدک کے معاملے میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی جانب مطلق خطا کی نسبت کر کے کئی ماہ بعد خطا اجتہادی مراد ہونے کا دعوی کیا ہے، وہ اس دائرے میں نہیں آئے گا۔ کیونکہ خطاء اجتہادی صفتِ مدح ہے اور انبیاء علیہم السلام کی جانب ثابت ہے۔ وہ گناہ نہیں ہے اور نہ ہی نقص ہے جس کی نسبت کرنے سے توہین لازم آئے۔ لہذا قضیۂ فدک میں سیدہ پاک سلام اللہ علیہا کی جانب خطا کی نسبت کرنا کوئی بے ادبی نہیں۔

جواب: بفرضِ غلط اور بطورِ تسلیم (یعنی ہم اس بات پہ یقین رکھتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ تعالی علیہا سے مطالبۂ فدک والے مسئلہ میں کسی قسم کی کوئی بھی خطا واقع نہیں ہوئی۔ لیکن) اگر بفرضِ غلط معترض کے بقول آپ رضی اللہ تعالی عنہا سے مطالبۂ فدک میں خطائے اجتہادی کا صدور مان بھی لیا جائے تو پھر بھی جس طریقے پر اس شخص نے سیدہ پاک سلام اللہ علیہا کی جانب خطا کی نسبت کی ہے، یعنی مجمع عام میں، سخت لہجے کے ساتھ، بے قید، تکرار کے ساتھ، جانب مقابل کا دفاع کرتے ہوئے، مسئلہ معینہ شرعیہ میں، یقین کے ساتھ وغیرھا ان

مخصوص طرق سے سیدہ زہراء پاک سلام اللہ علیہا کی جانب خطا کی نسبت کرنا ہرگز جائز نہیں اور بلا شبہ بے ادبی ہے۔

اس بارے میں راقم حضور صدر الشریعۃ حاویٔ اصول و فروع نائبِ اعلیحضرت مولانا مفتی امجد علی اعظمی قادری رضوی رضی اللہ تعالی عنہ کا جواب جو ایک استفتاء کے سوال نمبر 5 کا ہے وہ بلا تبصرہ نقل کرتا ہے۔ اربابِ علم و دانش سے درخواست ہے کہ وہ اس سوال اور اس کے جواب کو غور سے پڑھیں اور خود فیصلہ کریں۔ چنانچہ حضور صدر الشریعہ رحمہ اللہ سے کسی نے سوال کیا کہ جن علماء نے کسی صحابی کے متعلق باغی و مخطی و مبطل کے الفاظ استعمال کیے ہیں وہ علماء زمرۂ اہلِسنت میں داخل ہیں یا نہیں؟ (فتاوی امجدیہ 2/462)

اسی سوال کے جواب نمبر 5 میں فرماتے ہیں: اصطلاح شرع میں باغی اسے کہتے ہیں جو امام برحق پر خروج کرے عام ازیں یہ خروج فساد کے لیے ہو یا اس نے اپنی رائے میں مخالفت ہی کو حق جانا ہو۔ یوہیں خطا کے معنی بھول چوک کے ہیں قصداً غلطی کرنے والے کو خطا نہیں کہتے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: رفع عن امتی الخطاء والنسیان۔ یوہیں بطلان خلافِ حق کو کہتے ہیں عام ازیں کہ عدول عن الحق قصداً ہو یا بلا قصد۔ مگر چونکہ عرفِ عام میں یہ الفاظ مقامِ توہین میں بولے جاتے ہیں لہذا اب کسی صحابی کی شان میں ایسے الفاظ ہرگز استعمال نہ کیے جائیں۔ (فتاوی امجدیہ 2/464)

فقط

محمد شہزاد خان حافظ آبادی
ناظمِ تعلیمات جامعۃ العین۔
بالار میمن سوسائٹی۔ ائیر پورٹ روڈ سکھر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ خالق الارض والسماء والصلوۃ والسلام علی خاتم الانبیاء وعلی صحبہ الکرماء وآلہ النجباء خصوصا علی من حوتہ العباء علیٍّ وابنیہ وفاطمۃ الزھراء

مریم از یک نسبت عیسی عزیز	از سہ نسبت حضرت زھرا عزیز
نور چشم رحمۃ للعالمین	آن امام اولین و آخرین
بانوی آن تاجدار «ھل اتی»	مرتضی مشکل گشا شیر خدا
مادر آن مرکز پرگار عشق	مادر آن کاروان سالار عشق
رشتۂ آئین حق زنجیر پاست	پاس فرمان جناب مصطفی است
ورنہ گرد تربتش گردیدمی	سجدہ ھا بر خاک او پاشیدمی

اللہ کریم جل و علانے اپنے دین میں سب سے زیادہ حساس حیثیت جس شخصیت کو دی ہے وہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذاتِ والاہیں۔

اس دعوی کے دلائل کی تمام تر تفاصیل کے لیے کئی مجلدات درکار ہوں گی۔ محض اشارہ کے لیے ایک قرآنی آیت کے مضمون کی جانب محض اشارہ کیا جاتا ہے، فرمایا:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

یعنی حبیب پیارے! تیرے پروردگار کی قسم! یہ لوگ ایماندار نہ ہو پائیں گے جب تک آپس کے تمام جھگڑوں میں تمہیں فیصل نہ بنائیں۔ پھر جو فیصلہ آپ کر دو اس سے اپنے اندر کسی بھی

قسم کی تنگی محسوس نہ کریں اور اچھی طرح تسلیم کر لیں۔

(النساء 65)

"فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ" میں کلمہ "ما" کا عموم بتاتا ہے کہ آپس کے ہر جھگڑے میں رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ والا کو فیصل ماننا ضروری ہے۔ اگر کسی جھگڑے کا فیصل رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ والا کو بنانے سے دل میں معمولی سی تنگی آ جاتی ہے تو نتیجۃً ایمان سے ہاتھ دھونا پڑتے ہیں۔

پھر ہر قسم کے جھگڑے میں رسول اللہ ﷺ کو فیصل بنانے کے بعد آپ ﷺ کے کسی بھی فیصلے، جیسا کہ "مِمَّا قَضَيْتَ" میں "ما" کا عموم رہنمائی فرما رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے کسی بھی فیصلے، چاہے وہ ہماری گردن زدنی ہی کا کیوں نہ ہو۔ آپ ﷺ کے کسی بھی فیصلے کے بارے میں دل کے اندر انتہائی انتہائی انتہائی معمولی سی تنگی کی بھی گنجائش نہیں، جیسا کہ "حَرَجًا" کی نکارت اور اس کا نفی کے تحت داخلہ سمجھا رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کسی بھی قسم کا کوئی بھی فیصلہ فرما دیا اور کسی کے دل میں انتہائی انتہائی معمولی سی تنگی نے راہ پکڑ لی تو اس کا ایمان خطرے میں پڑ گیا۔

لیکن یہ بھی وہ مقام نہیں کہ جس پہ انسان ایمان کے حصول میں مکمل کامیاب ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ کا مقام اس سے بھی کہیں عالی ہے۔

یہاں تک درجۂ انکار کو اپنی جڑوں سے نکال کر باہر کیا گیا ہے لیکن درجۂ تسلیم ابھی حاصل نہیں ہوا۔

ایمان کے حصول کے لیے ہر قسم کے جھگڑے میں رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ والا کو فیصل بنانے کے بعد آپ ﷺ کے ہر قسم کے فیصلے کے بارے میں دل کے کونے کونے سے معمولی

سے معمولی تنگی بھی نکال دینے کے بعد اس فیصلے کو مان لینا اور اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا بھی ضروری ہے اور سرِ تسلیم بھی اس انداز میں خم ہو کہ تسلیم کے کامل درجہ تک پہنچا ہو، جیسا کہ "یُسَلِّمُوا" کے بعد "تَسْلِيمًا" کی تاکید سمجھا رہی ہے۔

ہر قسم کے جھگڑے میں رسول اللہ ﷺ کو فیصل بنانے کے بعد، آپ ﷺ کے ہر قسم کے فیصلے کے بارے میں دل کی گہرائیوں سے تنگی کو سرے سے باہر نکال کر پھینک دینے اور پھر اسے بھرپور انداز میں مان لینے اور قبول کر لینے سے ہی دولتِ ایمان محفوظ رہتی ہے۔ اور اگر ان امور میں کسی میں بھی کسی بھی قسم کا خلل آ گیا تو وہ خلل سیدھا ایمان پر اثر انداز ہو گا اور ایمان خطرے میں پڑ جائے گا۔

ہم اگر کچھ دیر کے لیے آیتِ مبارکہ کے مندرجات پہ غور کرنے کی کوشش کریں تو ہمیں دربارِ الٰہی میں رسول اللہ ﷺ کی حیثیت کا اندازہ کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

کیا اتنی کڑی پابندیاں کسی عدالت، کسی حکمران، کسی قاضی کے فیصلے کے بارے میں سوچی جا سکتی ہیں؟

ہر قسم کے جھگڑے میں فیصل بھی آپ ﷺ ہی کو بنانا ہے۔۔۔

اور پھر کسی بھی قسم کا فیصلہ فرما دیں، بالفاظِ دیگر: "سزائے موت ہی کیوں نا سنا دیں" لیکن فیصلے کے بارے میں دل کے کسی کونے میں انتہائی انتہائی معمولی سی تنگی بھی نہیں ہونی چاہیے۔

اگر بالفرض سزائے موت بھی سنا دی جب بھی اس فیصلے کو دل و جان سے گلے لگانا پڑے گا۔

اور اگر ان باتوں میں سے کسی میں بھی خلل آ گیا تو مکروہ تنزیہی یا تحریمی، حرام کا ارتکاب نہ ہو گا۔۔۔ سیدھا سیدھا اثر ایمان پہ پڑے گا۔۔۔!!!

جس دین میں رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کی ایسی بے مثال حیثیت ہو اور اسے ایمان کا دار و مدار

بنا دیا گیا ہو، کیا اس دین میں اللہ ﷻ کے رسول ﷺ کی معمولی انتہائی معمولی بے ادبی کی اجازت مل سکتی ہے؟ اور کیا انتہائی معمولی بے ادبی کرنے والا ایمان دار رہ سکتا ہے؟

اسی اندازِ خداوندی سے امتِ مسلمہ نے سمجھا کہ:

محض رسول اللہ ﷺ کی اپنی ذاتِ والا نہیں، رسول اللہ ﷺ کے متعلقات کا بھی ادب ضروری اور ایسا ادب ضروری کہ بظاہر انتہائی معمولی سی بے ادبی بھی ایمان سلب کر کے کفر میں دھکیلنے کا سبب بن سکتی ہے۔

کدو شریف کی بے ادبی:

کدو ایک سبزی ہے اور سب لوگوں کی پسند اور ناپسند یکساں نہیں ہوا کرتی، ایک شخص کسی چیز کو پسند کرتا ہے تو ضروری نہیں کہ وہ دوسرے کو بھی پسند ہو۔ لیکن کدو شریف کو چونکہ ذاتِ مصطفی ﷺ سے ایک مخصوص نسبت حاصل ہے یعنی نسبتِ محبوبیت۔ پس اگر کسی شخص کے سامنے اس نسبتِ محبوبیت کا ذکر ہوا اور جوابی طور پر اس نے "کدو شریف کو ناپسند" کیا تو اس کا ایمان لڑکھڑا جاتا ہے۔

❖ امام طاہر بن احمد بن عبد الرشید بخاری (المتوفی 542ھ) اور دیگر کئی علماء نے ذکر کیا کہ:

امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کی موجودگی میں فرمایا:

إِنَّ النَّبِيَّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ يُحِبُّ الْقَرْعَ

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کدو شریف کو پسند فرمایا کرتے تھے۔

یہ بات سن کر ایک شخص بولا:

أَنَا لَا أُحِبُّهُ

میں تو کدو شریف کو پسند نہیں کرتا۔

امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

هاتوا بالنطع والسيف

چرمی فرش (جس پر قتل کی سزا پانے والے کو قتل کیا جاتا تھا) اور تلوار لاؤ۔۔۔!!!

جب اس شخص نے یہ بات سنی تو فوراً توبہ کی تب امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے چھوڑا۔

(خلاصۃ الفتاوی 386/4 ، فتاوی تاتارخانیہ 305/7 ، بریقۃ محمودیۃ 62/2 ، منح الروض الازہر ص455)

❖ جامع الفصولین، البحر الرائق، مجمع الانھر، فتاوی ہندیہ وغیرھا متعدد کتب میں ہے:

ایک شخص نے دوسرے سے کہا:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يُحِبُّ كَذَا بِأَنْ قَالَ: مَثَلًا كَانَ يُحِبُّ الْقَرْعَ

رسول اللہ ﷺ فلاں چیز کو پسند فرماتے تھے۔ مثلاً کہا کہ: کدو شریف کو پسند فرماتے تھے۔

اس شخص نے جواباً کہا:

أَنَا لَا أُحِبُّهُ

میں تو اسے پسند نہیں کرتا۔

فرمایا:

فَهَذَا كُفْرٌ

پس یہ کفر ہے۔

(فتاوی تاتارخانیہ 305/7 ، جامع الفصولین 167/2 ، البحر الرائق 130/5 ، مجمع الانھر 692/1 ، الفتاوی الہندیۃ 265/2)

❖ متقدمین سے یہ مسئلہ مطلقا مروی ہے۔ لیکن بعض متاخرین کا کہنا ہے کہ:

إِذَا قَالَ ذَلِكَ عَلَى وَجْهِ الْإِهَانَةِ كَانَ كُفْرًا، وَبِدُونِهِ لَا يَكُونُ كُفْرًا

اگر یہ جملہ بطورِ اہانت کہے تو کفر ہو گا اور اگر اہانت مقصود نہ ہو تو کفر نہ ہو گا۔

(فتاوی تاتارخانیہ 305/7 ، جامع الفصولین 167/2 ، البحر الرائق 130/5 ، مجمع الانہر 692/1 ، الفتاوی الہندیۃ 265/2)

مطلقا کفر ہونے کی وجہ:

بندہ کی فکرِ قاصر کے مطابق متقدمین کے ہاں اس قول کے مطلقا کفر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ: قائل کی یہ گفتگو عمومی حالات کی نہیں بلکہ مذاکرۂ محبتِ رسول ﷺ کے وقت کی ہے۔ خاص اس حالت میں محبتِ رسول ﷺ کے مقابل اپنی ناپسندیدگی کے اظہار کا مطلب محبتِ رسول ﷺ سے بے اعتنائی ہے اور یہ محبتِ رسول ﷺ سے بے اعتنائی نہیں خود ذاتِ رسول ﷺ سے بے اعتنائی ہے اور استخفاف بالرسول ﷺ مطلقا کفر ہے، اہانت کی نیت ہو یا کچھ بھی ہو۔ هذا ما عندی والله عز اسمه اعلم

لمحۂ فکریہ:

بات قابلِ غور ہے۔ کدو شریف نہ تو جزوِ رسول ہے اور نہ ہی پیراہنِ اقدس یا نعلینِ شریفین کی مانند اسے جانِ کائنات ﷺ کا قرب حاصل ہے۔ بس ایک نسبتِ محبوبیت ہے جو اسے رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ والا سے حاصل ہے۔ اس نسبتِ محبوبیت کا تقاضا ہے کہ جب اس نسبت کا ذکر ہو تو کسی کے لیے روا نہیں کہ اس وقت کدو شریف کو محض اتنا کہہ سکے کہ "مجھے پسند نہیں" اور اگر ایسا کہہ دیتا ہے تو اس کی یہ گفتگو "کفر" قرار پاتی ہے۔

اور یہ حکم فقط کدو شریف کے ساتھ خاص نہیں، کوئی بھی ایسی چیز جو رسول اللہ ﷺ کو محبوب ہو، جب اس محبت کا ذکر ہو تو کسی شخص کو اجازت نہیں کہ اس چیز سے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کر سکے۔

❖ بریقہ محمودیہ میں ہے:

وَلَوْ قِيلَ النَّبِيُّ يُحِبُّ شَيْءَ كَذَا فَقَالَ لَا أُحِبُّهُ أَنَا يَكْفُرُ

اور اگر کہا گیا: نبی ﷺ فلاں چیز سے محبت فرماتے تھے۔ جوابا اس نے کہا: مجھے تو وہ پسند نہیں۔ (ایسا کہنے سے) کافر ہو جائے گا۔

(بريقة محمودية 62/2)

حق یہ ہے کہ یہ "کدو شریف" یا رسول اللہ ﷺ کی کسی اور محبوب چیز کا ادب نہیں، یہ دربارِ رسالت کا ادب ہے اور اسی دربار کی نزاکت کے پیشِ نظر امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی اور دیگر علماء نے یہ فتوی دیا۔

پیراہنِ اقدس کی بے ادبی:

اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ذاتِ رسول ﷺ کا معاملہ کس قدر حساس اور نازک ہے۔ اگر "کدو شریف" اور اس کی مثل چیزوں کا یہ حکم ہے تو نعلینِ شریفین اور پیراہنِ اقدس جنہیں بدنِ اقدس کا انتہائی قرب اور لمس حاصل ہے ان کا تقدس تو یقینا زیادہ ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ علماءِ اسلام نے رسول اللہ ﷺ کے لباس مبارک کی بے ادبی کو کفر قرار دیا۔

❖ النوادر والزیادات، دیوان الأحکام الکبری، الشفا، السیف المسلول، سبل الہدی والرشاد، الاعلام بقواطع الاسلام اور دیگر لا تعداد کتب میں امام مالک رحمہ اللہ تعالی سے منقول ہے

کہ آپ نے فرمایا:

من قال إن رداء النبي صلى الله عليه وسلم ويروى زر النبي صلى الله عليه وسلم وسخ أراد به عيبه قتل

جس شخص نے کہا کہ نبی ﷺ کی چادر مبارک ، اور مروی ہے کہ: نبی ﷺ کا بٹن مبارک میلا تھا۔ یہ بول کر رسول اللہ ﷺ کو عیب لگانا چاہا تو اسے قتل کر دیا جائے۔

(النوادر والزيادات 529/14 ، ديوان الأحكام الكبرى ص709 ، الشفا 479/2 ، السيف المسلول ص128 ، 406 ، سبل الهدى والرشاد 24/12 ، الاعلام بقواطع الاسلام ص181)

❖ قرافی (متوفی 684ھ) کہتے ہیں:

قَالَ مَالِكٌ إِنْ قَالَ رِدَاءُ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسِخٌ يُرِيدُ عَيْبَهُ قُتِلَ

امام مالک رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا: اگر کسی نے عیب کے ارادہ سے نبی ﷺ کی رداء مبارک کو میلا کہا تو اسے قتل کر دیا جائے۔

(الذخيرة للقرافی 20/12)

فقہِ مالکی کے مطابق ایسے شخص سے توبہ کا تقاضا بھی نہ کیا جائے گا اور اس کا قتل بطورِ "حد" ہو گا۔ یعنی توبہ کے باوجود اسے قتل سے نہیں بچایا جاسکتا۔

❖ علامہ تاج الدین دمیاطی (متوفی 805ھ) فرماتے ہیں:

قُتِلَ حدّاً دون استتابة على المشهور۔۔۔إن۔۔۔قصد بقوله: (رداءُ النبي وَسِخٌ) نَقْصَهُ

(الشامل فی فقہ الامام مالک 919/2)

ایسے شخص کا قتل بطورِ "حد" ہے یا اسے "ارتداد" کے سبب قتل کیا جارہا ہے، اس میں علماء کا اختلاف ضرور ہے۔ لیکن حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی سب اس بات پہ متفق ہیں کہ حضور ﷺ

کے پیراہنِ اقدس کی بے ادبی کفر ہے اور بے ادبی کرنے والی کی سزا قتل ہے۔

❖ خلاصۃ الفتاوی، فتاوی تاتارخانیہ میں ہے:

وھکذالوقال.......جامہ وی ریمناک بود۔

اوریونہی اگر کہے کہ آپ ﷺ کا پیراہنِ اقدس آلودہ تھا(تو یہ بھی کفر ہے۔)

(خلاصۃ الفتاوی ج386/4 ، فتاوی تاتارخانیہ 303/7)

❖ بریقہ محمودیہ میں ہے:

قَالَ تَعْيِيرًا رِدَاءُ النَّبِيِّ وَسِخٌ ------ كَفَرَ

نبی ﷺ کی رداءِ اقدس کو— ازراہِ تعییر —میلا کہا تو کافر ہو جائے گا۔

(بریقۃ محمودیۃ 62/2)

یہ حکم رسول اللہ ﷺ کی رداء اقدس کے ساتھ خاص نہیں۔ رداء مبارک ہو یا ازار مبارک، قمیص مبارک ہو یا عمامۂ مصطفویہ، نعلینِ شریفین ہوں یا زرہ مبارک، ہر وہ چیز جسے رسول اللہ ﷺ کے بدنِ اقدس کا لمس نصیب ہوا سب کا یہی حکم ہے۔

❖ علامہ علی قاری فرماتے ہیں:

وكذا حكم ازاره وسائر دثاره وشعاره وأعضائه وأبشاره

آپ ﷺ کے ازار مبارک، اوڑھنے والے دیگر کپڑوں، تحتانی لباس، اعضاءِ شریفہ، جلد اقدس کا بھی یہی حکم ہے۔

(شرح الشفا للقاری 395/2)

پھر یہ بھی ضروری نہیں کہ لفظِ "میلا" کا استعمال کرے۔ کوئی بھی ایسا لفظ جو ہلکے پن یا بے وقعت ہونے پر دلالت کرے اس کا حکم بھی یہی ہے۔

❖ ابوسعید خادمی (متوفی 1176ھ) کہتے ہیں:

وَقَالَ لِلنَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ۔۔۔ خَلَقُ الثِّيَابِ يَكْفُرُ

یعنی رسول اللہ ﷺ کو پرانے یا بوسیدہ لباس والا کہا تو کہنے والا کافر ہو جائے گا۔

(بريقة محمودية 62/2)

قابلِ توجہ:

لباسِ رسول ﷺ کی بے ادبی کرنے والے کو واجب القتل کہنے والے علماء معمولی نہیں۔۔۔ امام مالک جیسی شخصیات ہیں۔ ہر گز یہ نہیں سوچا جاسکتا کہ انہیں خونِ مسلم کی حرمت کی خبر نہ ہو گی۔ خونِ مسلم کی حرمت جانتے ہوئے بھی لباسِ رسول ﷺ کو میلا کہنے والے کو واجب القتل قرار دینا ہمیں سمجھانے کے لیے کافی ہے کہ دینِ اسلام میں رسول اللہ ﷺ کی حیثیت کس قدر نازک ہے۔ حرمتِ مسلم حرمتِ کعبہ سے بھی بڑی ہے، لیکن ذاتِ رسول ﷺ کی حرمت ہر حرمت سے بالا ہے۔ مخلوق کی ساری حرمتیں حرمتِ رسول ﷺ پر قربان کرنا ہی دینِ اسلام ہے۔

تنبیہ:

علماءِ اسلام نے اس گفتگو کے "کفر" ہونے کے لیے "ارادۂ اہانت" کی شرط لگائی۔ لیکن اس کے یہ معنی ہر گز نہیں کہ جس کے منہ میں جو آئے وہ بولتا جائے اور مؤاخذہ کے وقت کہہ ڈالے کہ: میرا اہانت کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

اس طرح تو بے ادبی اور گستاخی کا دروازہ کبھی بھی بند نہیں کیا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ علماء نے تصریح کی کہ اگر اس قسم کے الفاظ اہانت و تحقیر کے ارادے سے نہ بھی ہوں جب بھی موہمِ

نقص الفاظ بولنے والا سخت تعزیر کا مستحق ہے۔

❖ علامہ ابنِ حجر مکی فرماتے ہیں:

وإذا قلنا بعدم الكفر، فظاهر أنه يعزر التعزير البليغ لذكره ما يوهم نقصا

اور جن صورتوں میں ہم نے "عدمِ کفر" کا قول کیا، ظاہر یہ ہے کہ اسے سخت تعزیر لگائی جائے۔ کیونکہ اس نے نقص کا وہم ڈالنے والی بات کی ہے۔

(الاعلام بقواطع الاسلام ص 181)

❖ اسی میں ہے:

فأن لم يقصد ذلك لم يكفر، لكن يعزر التعزير الشديد

اگر تنقیص کا ارادہ نہ ہو تو کافر نہ ہو گا لیکن اسے شدید تعزیر لگائی جائے۔

(الاعلام بقواطع الاسلام ص184)

❖ اسی میں ہے:

مع عدم الكفر يعزر التعزير البليغ

کفر نہ ہونے کے باوجود تعزیرِ بلیغ کا مستحق قرار پائے گا۔

(الاعلام بقواطع الاسلام ص186)

یہ مسئلہ واجب اللحاظ ہے۔ گستاخ طبقہ "عدمِ کفر" کے قول کی اوٹ میں چھپ کر اپنے آپ کو محفوظ سمجھنے لگ جاتا ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ بہت سی ایسی باتیں جنہیں کسی احتمالِ حسن کی وجہ سے کفر نہیں کہا گیا، اگر وہ موہمِ نقص ہوں تو ان کا مرتکب کافر نہ ہو کر بھی قابلِ مؤاخذہ ضرور ہوتا ہے۔

اعضائے شریفہ کی بے ادبی:

یہ حکم نہ تو ذاتِ رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا ہے اور نہ ہے اعضائے شریفہ کا۔ یہ حکم جانِ کائنات صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے متعلقات کا ہے۔ ان متعلقاتِ شریفہ کی بے ادبی رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی بے ادبی قرار پاتی ہے اور دائرۂ ایمان سے نکالنے کا موجب بن جاتی ہے۔ پھر اعضائے مقدسہ کی عظمت و رفعت اور ان کے معاملے کی حساسیت کا اندازہ کون کرسکتا ہے؟

❖ فتاوی قاضیخان، شرح الشفا للقاری، طحطاوی علی الدر وغیرھا میں فرمایا:

لو قال لشعر النبي شعير فقد كفر وعن أبي حفص الكبير من عاب النبي بشعرة من شعراته الكريمة فقد كفر

اگر نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے بال مبارک کو "معمولی بال" کہا تو کافر ہو جائے گا۔ اور امام ابو حفص کبیر سے مروی ہے: جس شخص نے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی ذاتِ والا کو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے مبارک بالوں کے معاملے میں عیب لگایا وہ کافر ہو جائے گا۔

(فتاوي قاضيخان ج3 ص360 , شرح الشفا للعلامة القاري ج2ص385 ، طحطاوی علی الدر 401/6)

❖ امام سراج الدین ابو محمد علی بن عثمان اوشی (متوفی 569ھ) فتاوی سراجیہ میں، امام جمال الدین یوسف بن ابی سعید سجستانی منیۃ المفتی (متوفی بعد 638ھ) میں فرماتے ہیں:

رجل عاب النبی ﷺ فی شئ او قال لشعره : شعير يكفر۔

کسی شخص نے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو کسی بھی معاملے میں عیب لگایا، یا آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے بال مبارک کو گھٹیا بال کہا وہ کافر ہو جائے گا۔

(فتاوی سراجیہ ص302 ، منیۃ المفتی ص105)

❖ الجواہر المضیئہ میں ابنِ رماح کے لیے لکھا کہ ان سے "خاصی" نے حکایت کی، کہا:

من قَالَ لشعر رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم شعير فقد كفر

جس شخص نے رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک کو (تصغیر بناتے ہوئے) شُعَیر (گھٹیا بال) کہا، تحقیق وہ کافر ہو گیا۔

(الجواهر المضية في طبقات الحنفية ج2ص397)

❖ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالی "مالابد منہ" میں رقمطراز ہیں:

موئے مبارک کش را مویک گفت کافر شود۔

آپ ﷺ کے بال مبارک کو گھٹیا بال کہا تو کافر ہو جائے گا۔

(مالابد منہ ص 127)

واضح رہے کہ:

فتاوی قاضی خان اور دیگر علماء نے اسے بلا تفصیل کفر قرار دیا۔

البتہ عربی زبان میں تصغیر برائے تعظیم بھی ہوتی ہے اور مسلمان کو کفر سے بچانے کے لیے اس قسم کے احتمال کو ٹھکرایا نہیں جا سکتا۔ لہذا بعض علماء نے تفصیل کی اور "اہانت" کی نیت کی قید لگائی۔ یعنی اگر موئے مبارک کی تصغیر ازراہِ اہانت بنائے جب تو کافر ہو گا لیکن اگر ازراہِ تعظیم ایسا کہے تو کافر نہ ہو گا۔

❖ امام طاہر بن احمد بن عبد الرشید بخاری (متوفی 542ھ) فرماتے ہیں:

ولوقال لشعر محمد صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم شعيرا يكفر وتاويله هكذا ان قال بطريق الاهانة

اور اگر رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک کو "معمولی سا بال" کہہ دیا تو کافر ہو جائے گا۔ اور اس کی تاویل بھی ویسی ہی ہے (یعنی) اگر بطورِ اہانت کہے۔

(خلاصۃ الفتاوی 386/4)

❖ فتاوی تاتارخانیہ میں ہے:

ولو قال لشعر النبی ﷺ شعیر یکفر عند بعض المشائخ وعند البعض لا یکفر الا اذا قال ذلک بطریق الاہانۃ وفی الظہیریۃ ان اراد بالتصغیر التعظیم لا یکفر۔

اور اگر نبی ﷺ کے بال مبارک کو معمولی بال کہا تو بعض مشائخ کے نزدیک کافر ہو جائے گا۔ اور بعض کے نزدیک کافر نہ ہو گا الا آنکہ بطورِ اہانت کہے۔ اور ظہیریہ میں ہے: اگر تصغیر سے تعظیم مقصود ہو تو کافر نہ ہو گا۔

(فتاوی تاتار خانیہ 303/7)

❖ جامع الفصولین میں ہے:

قال لشعر النبي عليه السلام شعير قيل كفر وقيل لا إلا إن قاله على وجه الإهانة.

نبی ﷺ کے بال مبارک کو معمولی بال کہا۔ ایک قول یہ ہے کہ مطلقا کافر ہو جائے گا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ مطلقا کافر نہ ہو گا الا آنکہ ازراہِ اہانت ایسا کہے۔

(جامع الفصولین 167/2)

❖ مجمع الانھر اور البحر الرائق میں ہے:

وَاخْتُلِفَ فِي تَصْغِيرِ شَعْرِ النَّبِيِّ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - لَكِنْ إذَا أَرَادَ الْإِهَانَةَ فَلَا خِلَافَ فِي الْكُفْرِ أَمَّا إذَا أَرَادَ التَّعْظِيمَ فَلَا.

نبی ﷺ کے بال مبارک کی تصغیر کے مسئلہ میں اختلاف ہے۔ لیکن جب اہانت کی نیت کرے

تو کفر میں کوئی خلاف نہیں (یعنی بالاتفاق کفر ہے) بہر حال جب تعظیم کی نیت کرے تو کفر نہیں۔

(البحرالرائق 130/5 ، مجمع الانہر شرح ملتقی الابہر 692/1)

❖ فتاوی عالمگیری اور تنبیہ الولاۃ والحکام میں ہے:

وَلَوْ قَالَ لِشَعْرِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - شَعِيرٌ يَكْفُرُ عِنْدَ بَعْضِهِمْ، وَعِنْدَ الْآخَرِينَ لَا إلَّا إذَا قَالَ بِطَرِيقِ الْإِهَانَةِ

یعنی اگر نبی ﷺ کے موئے مبارک کو "ہلکا بال" کہا تو بعض علماء کے نزدیک مطلقا کافر ہو گا۔ اور دوسروں کے نزدیک مطلقا کافر نہ ہو گا الا آنکہ ازراہِ توہین ایسا کہے۔

(الفتاوی الهندية 263/2 ، رسائل ابن عابدين 326/1)

❖ ابوسعید خادمی کہتے ہیں:

قَالَ لِشَعْرِ النَّبِيِّ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - شُعَيْرٌ يَكْفُرُ إلَّا بِقَصْدِ التَّعْظِيمِ

نبی ﷺ کے بال مبارک کو "شُعَیر" کہا تو کافر ہو جائے گا۔ الا آنکہ تعظیم کا ارادہ ہو۔

(بريقة محمودية 62/2)

فقط بال مبارک نہیں:

یہ حکم فقط "بال مبارک" کا نہیں۔ کسی بھی عضوِ بدن اور جزوِ مصطفی ﷺ کی تصغیر بنائے تو یہی حکم ہو گا۔ یعنی اگر نیت تعظیم کی نہ ہو تو کفر ہے۔ عضوِ بدن اور جزوِ رسول ﷺ کی تصغیر کا معاملہ تو زیادہ شدید ہے، اگر اسمائے مبارکہ میں سے کسی اسمِ شریف کی تصغیر بنائی تو یہ بھی کفر ہے۔

❖ الاشباہ والنظائر میں کہا:

ويكفر إذا ۔۔۔۔۔۔ صغره.

جب اسمِ شریف کی تصغیر بنائی تو کافر ہو جائے گا۔

❖ غمز عیون البصائر میں فرمایا:

قوله: أو صغره أي اسم النبي ﷺ أو عضوا من أعضائه - صلى الله عليه وسلم - كفر من ساعته. كما في الفتاوى وفي الفتاوى الظهيرية لو قال لشعر النبي - صلى الله عليه وسلم -: شعير. قال: بعضهم يكفر. وقال بعضهم: لا يكفر إن أراد به التعظيم؛ لأن التصغير قد يكون للتعظيم كما قال النبي - صلى الله عليه وسلم - لابن مسعود: «كنيف ملئ علما»

مصنف کا کہنا کہ: یا اس کی تصغیر بنائی۔ یعنی آپ ﷺ کے نامِ نامی کی تصغیر بنائی یا آپ ﷺ کے اعضائے مبارکہ میں سے کسی عضوِ اقدس کی تصغیر بنائی تو فوراً کافر ہو جائے گا۔ جیسا کہ فتاوی میں ہے۔ اور فتاوی ظہیریہ میں ہے: اگر نبی ﷺ کے بال مبارک کو "شُعَیر" کہا، بعض علماء کا کہنا ہے کہ کافر ہو جائے گا اور بعض نے کہا: اگر تعظیم کا ارادہ ہو تو کافر نہ ہو گا۔ کیونکہ تصغیر کبھی تعظیم کے لیے ہوتی ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے جنابِ ابنِ مسعود سے فرمایا: علم سے بھرا برتن۔

(غمز عيون البصائر 205/2)

حاصلِ کلام:

چونکہ عربی زبان میں تصغیر برائے تعظیم بھی مستعمل ہے جیسا کہ کوفی نُحاۃ نے یہ معنی بیان کیے ہیں۔ اگرچہ بصری نُحاۃ کے ہاں تصغیر محض تین معانی کے لیے آتی ہے:

تحقیر، تقلیل، تقریب۔

پس اگر رسول اللہ ﷺ کے عضوِ مبارک کی تصغیر تعظیم کے لیے بنائی تو کفر نہیں۔ اور اگر تصغیر برائے تعظیم نہ ہو تو عضوِ مبارک کی تصغیر برائے تقریب تو ہو نہیں سکتی۔ لہذا یا برائے تحقیر ہو گی یا برائے تقلیل۔ اور یہاں "تقلیلِ ذات" کے لیے نہیں ہو سکتی، "تقلیلِ شان" ہی کا احتمال ہے۔

پس اگر تصغیر تعظیم کے لیے نہ ہوئی تو یا تحقیر کے لیے ہو گی یا تقلیلِ شان کے لیے اور ہر دو صورت میں کفر ہونے میں کوئی شک نہیں۔

پس حاصل یہ نکلا کہ:

رسول اللہ ﷺ کے اعضائے مبارکہ اور اجزائے شریفہ میں سے کسی بھی عضوِ مبارک و جزوِ اقدس کی بے ادبی کفر ہے۔

اور وجہ بالکل واضح ہے، کیونکہ اعضائے مبارکہ اجزائے بدنِ اقدس ہیں اور جزء کی بے ادبی کل کی بے ادبی ہے۔ لہذا اعضائے رسول ﷺ کی بے ادبی ذاتِ مصطفی ﷺ کی بے ادبی ہوئی اور ذاتِ مصطفی ﷺ کی بے ادبی کے کفر ہونے میں کوئی مسلمان شک نہیں کر سکتا۔

امر واجب اللحاظ:

لیکن یہاں اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ:

جیسے اعضائے مبارکہ بدنِ اقدس کا حصہ ہیں، یونہی اولادِ رسول ﷺ بھی اجزائے رسول ﷺ ہی ہیں۔ اور بالخصوص سیدہ طیبہ طاہرہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا و سلام اللہ تعالی علی ابیہا و علیہا۔

❖ آپ کے بارے میں سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ، حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس

بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت ابنِ زبیر رضی اللہ عنہما متعدد صحابہ سے صحیح سندوں کے ساتھ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّمَا فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي

یعنی: بات صرف یہ ہے کہ فاطمہ میرا جزء ہے۔

فلہذا:

جزوِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کے مسئلہ میں قدرے تفصیل ضروری ہے تاکہ کسی بھی پہلو پہ دامنِ احتیاط ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔

ایک جانب جگر گوشۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و حرمت کا معاملہ ہے تو دوسری جانب مسلمان کے اسلام و ایمان کا معاملہ ہے۔ نہ تو جگر گوشۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و حرمت کے معاملے میں بے احتیاطی کی گنجائش ہے اور نہ ہی کسی مسلمان پر ناحق کفر کا بہتان باندھنے کی شرعا اجازت ہے۔

خلاصۂ بحث:

اس سلسلے میں تفصیلی بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ:

جزوِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی اگر اس وجہ اور اس حیثیت سے کی جائے کہ وہ جزوِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے، جب تو اس کے کفر ہونے میں کوئی شک نہیں۔

اور اگر جزوِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی میں یہ حیثیت ملحوظ نہ ہو تو دیکھا جائے گا کہ جزوِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جزوِ اقدس ہونے کے ساتھ ساتھ مستقل حیثیت کا حامل ہے یا نہیں۔

بالفاظِ دیگر: استقلالی حیثیت کا لحاظ معتبر ہے یا نہیں؟

اگر استقلالی حیثیت کا لحاظ معتبر نہ ہو تو اب بھی جزوِرسول ﷺ کی بے ادبی مطلقاً کفر ہے۔

اور اگر استقلالی حیثیت کا لحاظ فی نفسہ درست ہو تو دیکھا جائے گا کہ:

بے ادبی "جزوِ رسول ﷺ" ہونے کی حیثیت سے تو نہیں، لیکن بے ادبی کے وقت جزوِ رسول ﷺ ہونا ملحوظ ہے یا نہیں۔

اگر جزوِرسول ﷺ ہونا ملحوظ ہے تو اب بھی بے ادبی کفر ہے۔

اور اگر استقلالی حیثیت کا لحاظ معتبر ہو اور بے ادبی جزوِرسول ﷺ ہونے کی حیثیت سے نہ ہو اور بے ادبی کے وقت جزوِرسول ﷺ ہونا ملحوظ بھی نہ ہو، ایسی صورت میں بے ادبی کفر نہ ہو تو کم از کم شدید حرام ضرور ہے۔

اجمال کی تفصیل:

پہلی صورت:

جزوِرسول ﷺ کی جزوِرسول ﷺ ہونے کی وجہ سے بے ادبی:

جزوِرسول ﷺ کی بے ادبی اگر جزوِرسول ﷺ ہونے کی حیثیت اور اسی وجہ سے کی جا رہی ہے تو اس کے کفر ہونے میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں کیونکہ یہ ذاتِ رسول ﷺ ہی کی بے ادبی ہے۔

لیکن یہاں جس چیز کا لحاظ ضروری ہے وہ یہ ہے کہ:

ضروری نہیں جس جزوِ اقدس کی بے ادبی کی جائے وہ ظاہری طور پر بھی بدنِ اقدس کا جزء مبارک ہی ہو۔ اگر جزوِرسول ﷺ بدنِ اقدس سے جدا ہو جب بھی اس حیثیت اور اس وجہ سے بے ادبی مطلقاً کفر ہے۔

لہذا: جیسے دستِ اقدس یا موئے مبارک کی دستِ رسول ﷺ یا موئے رسول ﷺ ہونے کی وجہ سے بے ادبی مطلقا کفر ہے یونہی اولادِ رسول ﷺ کی اولادِ رسول ﷺ ہونے کی وجہ سے بے ادبی مطلقا کفر ہے۔ عام ازیں وہ بے ادبی سیدہ زینب رضی اللہ تعالی عنہا کی ہو، سیدہ رقیہ کی، سیدہ ام کلثوم کی، سیدۃ نساء اہل الجنۃ سیدہ فاطمہ زہراء کی، سیدنا قاسم کی، سیدنا عبد اللہ کی، سیدنا ابراہیم کی، سیدہ امامہ بنت زینب کی، سیدنا امام حسن کی، سیدنا امام حسین کی یا تا قیامت ہونے والی اولادِ رسول ﷺ کی۔ اگر بے ادبی جزو اور اولادِ رسول ہونے کی وجہ سے ہے تو مطلقا کفر ہے۔

❖ خلاصۃ الفتاوی پھر فتاوی تاتارخانیہ میں ہے:

قال لعلوی علویک ان لم یکن قصدہ الاستخفاف بالدین لا یکفر وان کان یکفر۔

سید کو "سیدو" کہا، اگر استخفاف بالدین مقصود نہیں تو کفر نہیں۔ ورنہ کفر ہے۔

(خلاصۃ الفتاوی 388/4 ، فتاوی تاتارخانیہ 335/7)

❖ منح الروض الازہر پھر فتاوی رضویہ میں ہے:

ومن قال: لعالم: عویلم أو لعلوي علیوي، أي بصیغة التصغیر فیهما للتحقیر، کما قیده بقوله: قاصدا به الاستخفاف، کفر.

اور جس نے "عالم" کو "مولویا" یا "سید" کو "سیدُو" کہا، یعنی دونوں میں برائے تحقیر تصغیر کے صیغے سے (کہا)، جیسا کہ اسے "ازراہِ استخفاف" کہہ کر مقید کیا، (اگر ازراہِ استخفاف ایسا کہا تو) کافر ہو جائے گا۔

(منح الروض الازہر ص472 ، فتاوی رضویہ 288/14)

❖ مجمع الانھر پھر فتاوی رضویہ چودہویں جلد میں پانچ بار، بائیسویں اور چوبیسویں جلد میں

ایک ایک بار ہے:

ومن قال للعالم عويلم أو لعلوي عليوي قاصدا به الاستخفاف كفر.

اور جس شخص نے تحقیر کے ارادے سے کسی عالم کو "مولویا" یا کسی سید صاحب کو "سیدو" کہا کافر ہو جائے گا۔

(مجمع الانہر 695/1 ، فتاوی رضویہ 242/14 ، 271 ، 288 ، 309 ، 382 ، 422/22 ، 346/24)

❖ فتاوی بزازیہ میں ہے:

قال لفقيه دانشمندک او لعلوی علويک يكفر ان قصد به الاستخفاف بالدين

فقیہ کو "گھٹیا عقل مند" یا سید کو "گھٹیا سید" کہا، اگر استخفاف بالدین مقصود ہے تو کافر ہو جائے گا۔

(فتاوی بزازیہ بهامش الہندیۃ 337/6)

❖ البحر الرائق میں ہے:

وَلَوْ صَغَّرَ الْفَقِيهَ أَوْ الْعَلَوِيَّ قَاصِدًا الِاسْتِخْفَافَ بِالدِّينِ كَفَرَ

اگر استخفاف بالدین کے ارادے سے فقیہ یا سید کی تصغیر بنائے تو کافر ہو جائے گا۔

(البحر الرائق 134/5)

بے ادبی کی تین صورتیں:

سید کی بے ادبی کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں:

(1): سید کی بے ادبی نہ تو سید ہونے کی وجہ سے ہے اور نہ ہی بے ادبی کے وقت سید ہونا ملحوظ ہے۔

(2): سید کی بے ادبی سید ہونے کی وجہ سے تو نہیں لیکن بے ادبی کے وقت سید ہونا ملحوظ ہے۔

(3): سید کی بے ادبی سید ہونے کی وجہ سے ہے۔

سطورِ بالا میں بیان کیا جانے والا حکم بظاہر دوسری صورت سے متعلق ہے۔ یعنی کسی سید کی بے ادبی کی اور بے ادبی کے وقت ان کا سید ہونا ملحوظ ہو۔ کیونکہ جب "سید" کی تصغیر بنائے گا تو لازمی طور پہ سیادت ملحوظ ہوئی۔

تنبیہ:

سید کا سید ہونا یعنی جزوِ رسول ﷺ ہونا پیشِ نظر ہو، لیکن اس حیثیت کی پرواہ کیے بغیر بے ادبی کرتا ہے تو جب بھی میری دانست میں استخفاف بالدین متحقق ہے۔ کیونکہ جب جزوِ رسول ﷺ ہونا ملحوظ ہو لیکن وہ اس حیثیت کو اہمیت نہ دے تو یقینا اس نے ذاتِ رسول ﷺ کی عظمت و حرمت کی پرواہ نہ کی اور اس کا استخفاف بذات الرسول ﷺ ہونا ظاہر ہے۔ البتہ اگر یہ حیثیت ملحوظ نہ ہو تو اب حکم الگ ہو گا۔

بنابریں:

مذکورہ بالا نصوص کا مطلب یہ نکلا کہ:

کسی سید کا سید ہونا پیشِ نظر ہو، ایسی حالت میں سید کے لیے کلمۂ تحقیر بولنا کفر ہے۔

جب محض سید ہونا پیشِ نظر ہو تو بے ادبی کفر بنے تو اگر بے ادبی سیادت ہی کی حیثیت اور اسی وجہ سے ہو تو پھر کفر میں کیا شک ہو سکتا ہے۔۔۔؟؟؟

❖ اعلیحضرت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

اور اس میں شک نہیں جو سید کی تحقیر بوجہ سیادت کرے وہ مطلقاً کافر ہے اس کے پیچھے نماز محض باطل ہے۔

(فتاوی رضویہ 346/24)

تنبیہ:

توفیقِ الٰہی چھن جانے کا اثر دیکھیے۔ صدیوں بعد پیدا ہونے والے ساداتِ کرام کی توہین کو کفر کہنے والے مولوی، انہی سادات کی اصل سیدہ طیبہ طاہرہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا کی بے ادبی کو فقط ناجائز ماننے کو بھی تیار نہیں۔

بعض مؤیدات:

یوں تو صورتِ اولی کے کفر ہونے میں کسی طرح کا شک نہیں کیا جاسکتا لیکن مناسب لگتا ہے کہ مسئلہ مذکورہ کی بعض نظائر بھی ذکر کر دی جائیں تاکہ قارئین کے لیے مزید اطمینانِ قلب کا موجب ہو۔

اہلِ علم جانتے ہیں کہ شیخینِ کریمین رضی اللہ تعالی عنہما کی بے ادبی کے مسئلہ میں ہمارے علماء وفقہاء کے بیچ اختلاف واقع ہوا ہے۔ علمائے احناف کی ایک بڑی تعداد اس جانب گئی ہے کہ شیخینِ کریمین کو گالی دینا کفر ہے۔ جبکہ علماء کی ایک بڑی تعداد اس کو کفر ماننے کو تیار نہیں۔

لیکن علماء کا یہ اختلاف اس وقت ہے جب بے ادبی "صحابی ہونے کی حیثیت اور صحابی ہونے کی وجہ" سے نہ ہو۔ اگر شیخینِ کریمین رضی اللہ تعالی عنہما کی گستاخی ان کے صحابی ہونے کی حیثیت اور صحابی ہونے کی وجہ سے کرتا ہے تو ایسے شخص کے کفر میں کوئی شک نہیں۔ بلکہ

شیخینِ کریمین رضی اللہ تعالی عنہما کے علاوہ دیگر صحابہ میں سے کسی کی بے ادبی اس حیثیت سے اور اس وجہ سے کرتا ہے تو وہ شخص بغیر کسی شک و شبہ کے کافر ہے۔

کیونکہ جب کسی صحابی کی بے ادبی و گستاخی صحابی ہونے کی حیثیت سے کرے گا تو حقِ صحبت کا استخفاف ہے۔ اور صحبت تو رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ والا سے حاصل رہی تو اس میں ذاتِ مصطفی ﷺ سے بھی تعرض پایا جارہا ہے، اور ایسی صورت کے کفر ہونے میں کون شک کر سکتا ہے۔

❖ علامہ ابو الحسن تقی الدین علی بن عبد الکافی سبکی (متوفی 756ھ) پھر علامہ ابنِ حجر ہیتمی اور ابو بکر بکری دمیاطی فرماتے ہیں:

إذا سب واحدا من الصحابة حيث هو صحابي: لأن ذلك استخفاف بحق الصحبة ففيه تعرض إلى النبي ﷺ فلا شك في كفر الساب

جب کسی صحابی کو صحابی ہونے کی حیثیت سے گالی دیتا ہے، کیونکہ یہ حقِ صحبت کی اہانت ہے اور اس میں نبی ﷺ سے تعرض ہے۔ پس گالی دینے والے کے کفر میں کوئی شک نہیں۔

(فتاوی السبکی 575/2 ، الاعلام بقواطع الاسلام ص93 ، اعانۃ الطالبین 155/4)

❖ امام سبکی نے مزید فرمایا:

ولا شك أنه لو أبغض واحدا منهما لأجل صحبته فهو كفر بل من دونهما في الصحبة إذا أبغضه لصحبته كان كافرا قطعا

اور کوئی شک نہیں کہ اگر شیخینِ کریمین رضی اللہ تعالی عنہما سے بغض ان کے صحابی ہونے کی وجہ سے ہو تو وہ کفر ہے۔ بلکہ درجۂ صحبت میں آپ دونوں سے دون شخصیت سے بھی ان کے صحابی ہونے کی وجہ سے بغض رکھتا ہے تو یقینی طور پر کافر ہو گا۔

(فتاوی السبکی 575/2)

❖ علامہ ابنِ حجر ہیتمی فرماتے ہیں:

أما سبّ جَمِيعهم فَلَا شكّ أَنه كفر وَكَذَا سبّ وَاحِد مِنْهُم من حَيْثُ هُوَ صَحَابِيّ لِأَنَّهُ استخفاف بالصحبة فَيكون استِخْفَافًا بِهِ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وعَلى هَذَا يَنْبَغِي أَن يحمل قَول الطَّحَاوِيّ بغضهم كفر فبغض الصَّحَابَة كلهم وبغض بَعضهم من حَيْثُ الصُّحْبَة لَا شكّ أَنه كفر

سارے کے سارے صحابہ کو گالی دینا بلا شبہ کفر ہے۔ اور یونہی کسی ایک صحابی کو صحابی ہونے کی حیثیت سے گالی دینا (بھی کفر ہے) کیونکہ یہ صحبت کی اہانت ہے جو کہ رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ والا سے استخفاف ہے۔ اور امام طحاوی کے قول "صحابہ کا بغض کفر ہے" کو اسی پہ محمول کرنا چاہیے۔ پس سارے یا بعض صحابہ کا بغض صحابی ہونے کی حیثیت سے بغیر کسی شک کے کفر ہے۔

(الصواعق المحرقة 135/1 ، 136)

❖ ابنِ حزم ظاہری (متوفی 456ھ) کہتے ہیں:

ومن أبغض الأنصار لأجل نصرتهم للنبي صلى الله عليه وسلم فهو كافر

اور جو شخص انصار سے ان کے انصارِ رسول ﷺ ہونے کی وجہ سے بغض رکھے تو وہ کافر ہے۔

(الفصل في الملل والأهواء والنحل 143/3)

صحابئ رسول ﷺ کی صحابی ہونے کی حیثیت سے بے ادبی بلا شبہ کفر ہے، کیونکہ صحبت امر اضافی ہے جس کی ایک جانب صحابئ رسول ہے تو دوسری جانب ذاتِ مصطفی ﷺ ہے۔ ایسا امر اضافی جس کی ایک جانب ذاتِ رسول ﷺ ہے اس امر کی حیثیت سے بے ادبی ہو گی تو یقیناً ذاتِ رسول ﷺ سے بھی تعرض پایا گیا جس کی وجہ سے صحابی کی بے ادبی قطعاً یقیناً کفر بن گئی۔

تو اگر خدا نخواستہ کوئی بدبخت جزوِ رسول اور اولادِ رسول ﷺ کی بے ادبی جزوِ رسول ﷺ ہونے کی حیثیت سے کرے، کیا اس میں ذاتِ رسول ﷺ سے تعرض نہیں؟ کیا اس کے کفر ہونے میں کسی طرح کا کوئی شک کیا جا سکتا ہے؟

صحبت تو وصفِ اضافی قائم بالمتصاحبین ہے، جزوِ ذات ہرگز نہیں۔ لیکن بضعۂ رسول ﷺ تو جسدِ رسول ﷺ کا حصہ ہے۔ اگر صحبت کا استخفاف کفر ہے تو بضعۂ رسول ﷺ کا استخفاف بطریقِ اولی کفر ہو گا۔

سو ماننا پڑے گا کہ:

جزوِ رسول ﷺ کی جزوِ رسول ﷺ ہونے کی حیثیت سے اور سید کی سید ہونے کی وجہ سے بے ادبی یقیناً کفر ہے۔

دوسری صورت:

جزوِ رسول ﷺ کی بے ادبی جزوِ رسول ﷺ ہونے کی وجہ سے تو نہ ہو لیکن اس جزوِ اقدس کی استقلالی حیثیت معتبر نہ ہو:

جیسے موئے مبارک، دستِ رسول ﷺ، بینی مبارک، پیشانی اقدس اور دیگر اعضائے شریفہ کی بے ادبی۔

چونکہ اعضائے بدن کو استقلالی حیثیت نہیں دی جاتی، پس اگر کسی شخص نے اعضائے رسول ﷺ کی بے ادبی کی تو بلا تفصیل یقیناً کفر ہے۔ سطورِ بالا میں موئے مبارک کی بے ادبی کے مسئلہ میں اس کی تفصیل گزر چکی۔

تیسری صورت:

استقلالی حیثیت کے حامل جزوِ مبارک کی بے ادبی "جزوِرسول ﷺ ہونے کی حیثیت" سے تو نہیں، لیکن بے ادبی کے وقت جزوِ رسول ﷺ ہونا ملحوظ و پیشِ نظر ہو اور یاد ہو، اب بھی بے ادبی کفر ہے۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ:

جب جزوِ رسول ﷺ ہونا یاد ہو لیکن اس کے باوجود بے ادبی سے باز نہ آئے تو واضح سی بات ہے کہ اس نے ذاتِ رسول ﷺ سے بے اعتنائی برتی۔ اگر حرمتِ رسول ﷺ کی پرواہ کرتا تو کبھی بھی جزوِ رسول ﷺ کی، جبکہ جزوِ رسول ﷺ ہونا اس کو یاد ہو، ہر گز ہر گز ہر گز بے ادبی کا تصور بھی نہ کرتا۔

سید کو تصغیر سے پکارنا کفر:

ہم سطورِ بالا میں فقہائے اسلام کے کئی حوالہ جات پیش کر چکے کہ:

اگر کسی نے "سید" کو پکارتے ہوئے ازراہِ حقارت "سیدو" کہہ دیا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اور ہم نے وہاں یہ بھی بیان کیا کہ: اس شخص نے یہ بے ادبی بحیثیتِ سید نہیں کی لیکن جب بے ادبی کر رہا تھا تو سید کہنے کی وجہ سے آلِ رسول ﷺ ہونا پیشِ نظر تھا، جب آلِ رسول ﷺ ہونا پیشِ نظر تھا لیکن بے ادبی سے باز نہ آیا تو اس کا یہ فعل کفر قرار پایا۔۔۔!!!

یہ بعینہ وہی صورت ہے جسے ہم نے "تیسری صورت" کے عنوان سے معنون کیا۔

ہم پہلے بیان کر چکے کہ اس صورت کے کفر ہونے کی وجہ استخفاف بذات الرسول ﷺ ہے۔ کیونکہ جب جزوِ رسول ﷺ ہونا یاد تھا تو حرمتِ رسول ﷺ کا تقاضا تھا کہ زبان بند رکھتا

اور بے ادبی سے باز رہتا، اس حالت میں بھی اس کا بے ادبی سے باز نہ آنا دلیل ہے کہ اس نے ذاتِ رسول ﷺ کی اہمیت نہ سمجھی اور یہ بلا شبہ کفر ہے۔

سیدِ عالم ﷺ کے ہم نام کی بے ادبی:

بعض علماء نے تو یہاں تک لکھا کہ:

اگر کسی ایسے شخص کو گالی دیتا ہے جس کا نام جنابِ رسول اللہ ﷺ کے نامِ نامی پہ ہے اور گالی دیتے وقت ذاتِ رسول ﷺ کا خیال موجود ہو، اگرچہ گالی کسی عام شخص کو دے رہا ہے لیکن ذاتِ مصطفی ﷺ سے بے اعتنائی کی وجہ سے اس کا یہ فعل کفر قرار پائے گا۔

❖ مجمع الانھر میں ہے:

وَبِشَتْمِهِ رَجُلًا اسْمُهُ مُحَمَّدٌ وَكُنْيَتُهُ أَبُو الْقَاسِمِ ذَاكِرًا لِلنَّبِيِّ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ -.

ذاتِ مصطفی ﷺ کے یاد ہوتے ہوئے ایسے شخص کو گالی دینے سے بھی کافر ہو جائے گا جس کا نام "محمد" اور کنیت "ابو القاسم" ہو۔

(مجمع الانہر 692/1)

❖ اس مسئلہ کا ذکر البحر الرائق میں بھی فرمایا۔ البتہ اس میں "عند البعض" کی قید لگائی۔

(البحر الرائق 130/5)

ایسا شخص جس کا نام رسول اللہ ﷺ کے نامِ نامی پہ ہو، نہ تو وہ جزوِ رسول ﷺ ہے اور نہ ہی اس کو دی جانے والی گالی کا ذاتِ رسول ﷺ سے کوئی تعلق بنتا ہے۔ لیکن جب اس نام کے ذاتِ رسول ﷺ سے تعلق یاد ہوتے ہوئے اُس نام والے کو گالی دے گا تو دربارِ رسالت سے کسی قدر بے اعتنائی لازم آئے گی، اور یہ بے اعتنائی اسے کفر کی وادیوں میں دھکیل دے

گی۔ اور اگر محض نام کا اشتراک نہ ہو، وہ شخصیت جزوِ رسول ﷺ ہو اور بے ادبی کے وقت جزوِ رسول ﷺ ہونا یاد بھی ہو تو کون کہہ سکتا ہے کہ اس صورت میں بے ادبی کفر نہ بنے گی ؟

کدو شریف کی بے ادبی والا مسئلہ :

گفتگو کی ابتداء میں "کدو شریف" کا ذکر گزرا۔ اگر عام حالات میں جبکہ رسول اللہ ﷺ کی کدو شریف سے محبت کا ذکر نہ چل رہا ہو، ایسی حالت میں کدو شریف کے بارے میں کوئی بات کرتا ہے تو اس پہ کوئی سخت حکم نہیں لگتا۔ لیکن جب رسول اللہ ﷺ کی کدو شریف سے محبت کا ذکر چل رہا ہو اور ایسی حالت میں کوئی شخص ناپسندیدگی کا اظہار کرتا ہے تو اسے کفر قرار دیا گیا۔ کیونکہ اس نے محبتِ رسول ﷺ کی پرواہ نہ کی اور مقابلے میں اپنی ناپسندیدگی کو لے آیا تو اب ناپسندیدگی کدو شریف تک نہ رہی بلکہ استخفاف بذات الرسول ﷺ بن گیا۔

محبتِ رسول ﷺ پیشِ نظر ہوتے ہوئے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرتا ہے تو یہ بے اعتنائی کفر بنتی ہے، بضعیتِ رسول ﷺ پیشِ نظر ہوتے ہوئے بے ادبی کرے تو یہ بے اعتنائی بطریقِ اولی کفر ہو گی۔ کیونکہ محبت محض وصف عارض ہے جبکہ بضعیت جزئیتِ بدن ہے، وصف عارض کے معاملہ میں بے اعتنائی کفر ہو تو جزوِ بدن کے معاملہ میں بے اعتنائی تو اشد ہے۔

پس ثابت ہوا کہ:

سیدۃ نساء العالمین سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا و سلام اللہ تعالی علی ابیہا و علیہا کی بے ادبی ، جبکہ آپ رضی اللہ تعالی عنہا کا جزوِ رسول ﷺ ہونا پیشِ نظر ہو، بلا شبہ کفر ہے۔

کیونکہ: سیدۃ نساء العالمین کا بنتِ رسول ﷺ ہونا اور یونہی جزوِ رسول ﷺ ہونا قطعی اور یقینی امر ہے۔ پھر جزوِ حقیقی ہیں یا محض حکمی، ہر دو کا احتمال ہے۔ اگر جزوِ حقیقی ہوں تو مدعا کا ثبوت بالکل واضح۔ اور اگر جزوِ حکمی ہوں جب بھی سیدۃ نساء العالمین کی بے ادبی کفر ہی قرار پائے گی۔

تفصیلِ اجمال:

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ:

اگر سیدۃ نساء اہل الجنۃ جنابِ رسالتمآب کا جزوِ حقیقی ہوں تو جزوِ حقیقی کی بے ادبی یقینا قطعا کفر ہے اور اگر جزوِ حقیقی نہ ہوں محض جزوِ حکمی ہوں تو جزوِ حکمی کی بے ادبی شبۂ کفر سے خالی نہیں۔ اور حرمتوں کے باب میں شبہ حقیقت سے ملحق ہوتا ہے۔

❖ بدائع الصنائع، فتح القدیر اور دیگر کتبِ مذہب میں جا بجا تصریحات موجود ہیں:

الشُّبْهَةَ مُلْحَقَةٌ بِالْحَقِيقَةِ فِي بَابِ الْحُرُمَاتِ احْتِيَاطًا

یعنی حرمتوں کے باب میں ازراہِ احتیاط شبہ حقیقت کے ساتھ ملحق ہوتا ہے۔

(بدائع الصنائع 198/5 ، فتح القدير 139/6)

❖ کشف الاسرار، محیطِ برہانی وغیرہما میں ہے:

أَنَّ الشُّبْهَةَ مُلْحَقَةٌ بِالْحَقِيقَةِ فِي مَحَلِّ الِاحْتِيَاطِ

یعنی محلِ احتیاط میں شبہ حقیقت کے ساتھ لاحق ہوتا ہے۔

(كشف الاسرار شرح اصول البزدوى 328/3 ، المحيط البرهانى 458/3 ، البحر الرائق 151/4 ، حاشية الشلبى على تبيين الحقائق 55/4)

بابِ حرمت اور محلِ احتیاط میں شبہ کو حقیقت کے ساتھ جوڑا جاتا ہے ، تو کفر سے زیادہ حرام اور اس باب سے بڑھ کر احتیاط کی کہاں ضرورت ہو گی ؟

سود کے باب میں شبہ حقیقت کے ساتھ لاحق ہے ، مرابحۃ کے باب میں شبہ حقیقت کے ساتھ لاحق ہے ، عدت کے باب میں شبہ حقیقت کے ساتھ لاحق ہے۔ کفر کا معاملہ تو زیادہ خطرناک ہے ، یہاں شبہ حقیقت کے ساتھ کیوں لاحق نہ ہو گا؟

خانوادۂ رسول ﷺ کی امتیازی شان:

بالخصوص جب بات خاندانِ رسول ﷺ کی ہو۔ حرمتوں کے باب میں اور محلِ احتیاط میں تو ہر جگہ شبہ کو حقیقت کے ساتھ جوڑ دیا جاتا ہے ، لیکن جہاں عمومی طور پر شبہ حقیقت کے ساتھ نہیں جڑتا ، خاندانِ رسول ﷺ کی حرمت و عظمت کے پیشِ نظر اس خاندانِ مبارک کے حق میں وہاں بھی شبہ کو حقیقت سے لاحق کیا جاتا ہے۔

"جمعِ زکوۃ" پہ مقرر عامل کو دیا جانے والا وظیفہ جبکہ اس کی جمع کی جانے والی زکوۃ میں سے نکال کر اداء کیا جائے ، اس عامل کی اجرت ہونے کے ساتھ ساتھ اس میں زکوۃ کا شبہ بھی موجود ہے۔عام حالات میں غنی شخص زکوۃ نہیں لے سکتا لیکن بطورِ عامل کام کرنے کے بعد جمع شدہ زکوۃ میں سے لے سکتا ہے لیکن اگر اس شخص کا تعلق خاندانِ رسول ﷺ سے ہو تو اب شبۂ زکوۃ کے سبب ہاشمی کے لیے حلال نہیں۔

❖ در مختار میں ہے:

(غير هاشمي) لما فيه من شبهة الزكاة

یعنی عامل غیر ہاشمی ہونا چاہیے۔کیونکہ (عمل پہ ملنے والی اجرت) میں زکوۃ کا شبہ ہے۔

(در مختار ص133)

❖ درر الحکام میں عنایہ سے ہے:

ولا هاشميا؛ لأن فيما يأخذه شبهة الزكاة كما في العناية

اور نہ ہی ہاشمی ہو۔کیونکہ جو کچھ (بطورِ اجرت) لے گا اس میں زکوۃ کا شبہ ہے۔جیسا کہ عنایہ میں ہے۔

(درر الحکام 183/1)

بات لائقِ توجہ ہے ، زکوۃ کا مصرف غنی بھی نہیں ہے اور ہاشمی بھی نہیں ہے۔لیکن جب عامل عمل کے بدلے جمع شدہ زکوۃ سے کچھ لیتا ہے تو حقیقتِ زکوۃ باقی نہیں رہتی ، محض شبۂ زکوۃ ہوتا ہے اور عامل کے لیے اجرت کی حیثیت اختیار کر جاتی ہے۔یہ شبہ غنی کے حق میں رکاوٹ نہیں بنتا لیکن شرع شریف میں ہاشمی کو وہ عزت وکرامت حاصل ہے کہ محض شبہ بھی رکاوٹ بن جاتا اور ہاشمی اسے نہیں لے سکتا۔

❖ ہدایہ شریف میں ہے:

يأخذ وإن كان غنيا إلا أن فيه شبهة الصدقة فلا يأخذها العامل الهاشمي تنزيها لقرابة الرسول عليه الصلاة والسلام عن شبهة الوسخ والغني لا يوازيه في استحقاق الكرامة فلم تعتبر الشبهة في حقه.

یعنی عامل عمل کے بدلے جمع شدہ زکوۃ میں سے لے سکتا ہے چاہے وہ غنی ہی کیوں

نہ ہو۔لیکن اس میں صدقہ کا شبہ ہے ، اس لیے ہاشمی عامل اسے نہیں لے سکتا۔ (اور یہ منع)حضور ﷺ کی قرابت کو میل کے شبہ سے بچانے کے لیے ہے۔اور غنی استحقاقِ کرامت میں ہاشمی کے برابر نہیں ، لہذا اس کے حق میں شبہ معتبر نہیں۔

(ہدایہ 110/1)

❖ النہر الفائق میں ہے:

إن لها شبها بالأجرة حتى جازت للغني ... وبالصدقة فمنعت عن الهاشمي واعتبر هذا الشبه في الهاشمي دون الغني لعدم موازاته للهاشمي في استحقاق الكرامة

عمل کے بدلے ملنے والے مال کی اجرت سے مشابہت ہے حتی کہ وہ غنی کے لیے بھی جائز ہے۔اور اسے صدقہ سے بھی مشابہت ہے ، پس ہاشمی کے لیے منع ہے۔ غنی کے بجائے ہاشمی کے حق میں یہ شبہ معتبر ہونے کی وجہ غنی کا استحقاقِ کرامت میں ہاشمی کے برابر نہ ہونا ہے۔

(النہر الفائق 460/1)

❖ النافع الکبیر میں ہے:

وَلَا تحل لبنى هَاشم وَإِن كَانَ عَاملا ذكره الْجَصَّاص الْكَرْخِي لِأَن الشُّبْهَة فِي حَقهم مُلْحقَة بِالْحَقِيقَةِ كَرَامَة لَهُم

یعنی زکوۃ بنو ہاشم کے لیے حلال نہیں چاہے ہاشمی عامل ہی کیوں نہ ہو۔یہ مسئلہ جصاص کرخی نے ذکر فرمایا۔کیونکہ خاندانِ بنو ہاشم کی عزت وکرامت کے پیشِ نظر شبہِ زکوۃ حقیقتِ زکوۃ کے ساتھ ملحق ہے۔

(النافع الکبیر شرح جامع صغیر ص125)

امتیازی شان کی ایک اور مثال:

ابوابِ فقہ میں یہ کوئی ایک مسئلہ نہیں جہاں خاندانِ رسول ﷺ کے حق میں شبہ کو حقیقت سے جوڑا گیا ہو۔ اقوالِ فقہاء پر اطلاع رکھنے والے اربابِ علم کو اس کی کئی نظائر بطونِ کتب میں موجود ملیں گی۔

اسی طرح کا ایک اور مسئلہ جہاں عام حضرات کے لیے شبہ کو حقیقت کے ساتھ لاحق نہیں کیا جاتا لیکن خاندانِ رسول ﷺ کے لیے شبہ حقیقت کے ساتھ ملحق ہے ، وہ ہے ہاشمی اور غیر ہاشمی کے مُکاتَب کے لیے زکوۃ کا مسئلہ۔ غنی کے مُکاتَب کو زکوۃ دی جا سکتی ہے لیکن ہاشمی کے مُکاتَب کو زکوۃ نہیں دی جا سکتی۔

❖ محیط سے البحر الرائق میں پھر در مختار میں ہے:

وَفِي الْمُحِيطِ وَقَدْ قَالُوا: إِنَّهُ لَا يَجُوزُ لِمُكَاتَبِ هَاشِمِيٍّ؛ لِأَنَّ الْمِلْكَ يَقَعُ لِلْمَوْلَى مِنْ وَجْهٍ، وَالشُّبْهَةُ مُلْحَقَةٌ بِالْحَقِيقَةِ فِي حَقِّهِمْ اهـ.

مشائخ نے فرمایا: زکوۃ ہاشمی کے مُکاتَب کے لیے جائز نہیں۔ کیونکہ من وجہ مِلک مولی کے لیے واقع ہوتی ہے۔ (اگرچہ یہ کامل مِلک نہیں محض شبہ ہے لیکن) خاندانِ بنی ہاشم کے حق میں شبہ حقیقت کے ساتھ ملحق ہے۔

(البحر الرائق 260/2 ، رد المحتار 341/2)

❖ اس کے تحت رد المحتار میں فرمایا:

أَيْ إِنَّ الْمُكَاتَبَ وَإِنْ صَارَ حُرًّا يَدًا حَتَّى يَمْلِكَ مَا يُدْفَعُ إِلَيْهِ لَكِنَّهُ مَمْلُوكٌ رَقَبَةً فَفِيهِ شُبْهَةُ وُقُوعِ الْمِلْكِ لِمَوْلَاهُ الْهَاشِمِيِّ وَالشُّبْهَةُ مُعْتَبَرَةٌ فِي حَقِّهِ لِكَرَامَتِهِ

بِخِلَافِ الْغَنِيِّ كَمَا مَرَّ فِي الْعَامِلِ، فَلِذَا قُيِّدَ بِقَوْلِهِ فِي حَقِّهِمْ أَيْ حَقِّ بَنِي هَاشِمٍ.

یعنی مُکاتَب اگرچہ قبضہ کے حق میں آزاد ہو چکا حتی کہ جو کچھ اسے دیا جائے اس کا مالک بن جاتا ہے لیکن گردن کے لحاظ سے مملوک ہے اور اس میں اس مُکاتَب کے ہاشمی مالک کے لیے (ملکیت کا) شبہ ہے۔(اور یہ شبہ اگرچہ سب کے حق میں معتبر نہیں لیکن) ہاشمی کی عزت وکرامت کے باعث ان کے حق میں معتبر ہے جیسا کہ عامل کے بیان میں گزر چکا۔ اور یہی وجہ ہے کہ "فی حقھم" یعنی "ہاشمیوں کے حق میں" کے ساتھ اپنی گفتگو کو مقید کیا۔

(رد المحتار 341/2)

❖ فتاوی رضویہ میں ہے:

محیط و بحر و درر وغیرہا میں ہے: زکوٰۃ ہاشمی کے غلام مُکاتَب کو بھی جائز نہیں حالانکہ مُکاتَبِ اغنیاء کیلئے حلال، اور وجہ وہی کہ ملکِ مکاتب من وجہ ملکِ مولیٰ ہے اور یہاں شبہ مثلِ حقیقت۔

(فتاوی رضویہ 10/ 100)

اس خاندان کے غلام بھی امتیازی شان والے:

خاندانِ رسول ﷺ کی عزت وعظمت کی یہ آخری حد نہیں۔اس خاندان کی غلامی میں رہنے والا شخص جب یہ خاندانِ عالیشان اسے آزاد کر دے تو تا حیات وہ شخص زکوۃ نہیں لے سکتا۔حالانکہ غنی کا آزاد کردہ غلام آزادی کے بعد استحقاق کی صورت میں زکوۃ لے سکتا ہے لیکن ہاشمی کا غلام آزادی کے بعد بھی زکوۃ نہیں لے سکتا۔

❖ رد المحتار میں فرمایا:

قَالَ فِي النَّهْرِ: قُيِّدَ بِمَوَالِيهِمْ؛ لِأَنَّ مَوْلَى الْغَنِيِّ يَجُوزُ الدَّفْعُ إلَيْهِ

النہر الفائق میں ابنِ نجیم نے فرمایا: "خاندانِ بنی ہاشم کے آزاد کردہ بندوں" کے ساتھ اس لیے مقید کیا کیونکہ غنی کے آزاد کردہ بندے کو زکوۃ دی جا سکتی ہے۔

(رد المحتار 350/2)

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِأُولِي الْأَبْصَارِ:

مذکورہ بالا مسائل پر غور کی جائے تو خانوادۂ رسول ﷺ کے معاملے کی نزاکت کا کسی قدر اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

زکوۃ میں بظاہر کسی طرح کی کوئی میل نہیں لیکن حکمی میل ہے۔

اگر ہاشمی کو زکوۃ دی جاتی ہے تو وہ میل جو حقیقی بھی نہیں محض حکمی ہے، معاذ اللہ وہ حکمی میل ہاشمی کو چپک نہیں جاتی بلکہ ہاشمی کی ملک میں داخل ہونے کی وجہ سے ہاشمی کے ساتھ اس حکمی میل کی نسبت قائم ہو جاتی تھی۔

پھر اگر ہاشمی کو عامل بنایا جاتا اور عمل کے بدلے اسے جمع شدہ مال میں سے کچھ دیا جاتا تو اب وہ حکمی میل بھی حکمی سے نیچے جا چکی اور اس میں حکمی میل کا شبہ رہ گیا۔ یونہی جب ہاشمی کے مکاتب کو وہ زکوۃ دی جاتی تو وہ حکمی میل من کل وجہ ہاشمی کی ملک میں داخل نہ ہوتی لیکن ملک میں داخلے کا شبہ رہ جاتا۔

وہ میل جو حقیقی تھی ہی نہیں، محض حکمی تھی، یعنی "میل کا شبہ"۔ اور اب اس کا بھی شبہ رہ گیا لیکن ہاشمی کی عزت وحرمت کا تقاضا یہ ہے کہ یہ حکمی میل کا شبہ

بھی اس کی ملک میں داخل ہو کر اس سے نسبت حاصل کرنے کے لائق نہ ہو سکے۔ اور اگر من کل وجہ ملک نہ ہو ، فقط ملک کا شبہ ہو جب بھی حکمی میل اس لائق نہیں کہ ہاشمی کے ساتھ نسبت کا شبہ بھی قائم کر سکے۔

اور فقط یہی نہیں۔ہاشمی نے اپنا غلام آزاد کر دیا ، اب وہ اپنی چیز کا ہر لحاظ سے خود مالک ہے ، اس کی ملک میں آنے والی چیز کو اس معزز ہاشمی سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن پھر بھی حکمی میل اس آزاد کردہ غلام کی ملک میں داخل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اگر اس آزاد کردہ غلام کی ملک میں داخل ہو گی تو اس شخص سے نسبت پائے گی ، اور یہ شخص خانوادۂ رسول ﷺ کا غلام رہنے کی وجہ سے اس خاندان سے نسبت رکھتا ہے۔ اس خاندان سے نسبت کا تقاضا ہے کہ اس آزاد کردہ غلام کی ملکیت میں بھی حکمی میل داخل نہ ہو سکے۔

نتیجۂ بحث:

حرمت واحتیاط کے باب میں ہر جگہ شبہ کا اعتبار کیا جاتا ہے ، لیکن خاندانِ رسول ﷺ کو وہ امتیازی شان عطا ہوئی کہ جہاں دوسروں کے حق میں شبہ کا اعتبار نہیں ہوتا ، اس خاندانِ عالیشان کے حق میں وہاں بھی شبہ معتبر ہوتا ہے۔

لہذا اگر بات محض عمومی ہوتی جب بھی حرمت واحتیاط کے پیشِ نظر شبۂ کفر کو کفر سے لاحق کیا جاتا ، لیکن جب معاملہ خاندانِ رسول ﷺ کا ہے تو اب بطریقِ اولی شبۂ کفر کفر سے لاحق ہونا چاہیے۔

یہاں بات جگر گوشۂ رسول ﷺ کی ہے:

اور فقط خاندانِ رسول ﷺ نہیں ، یہاں بات سیدۃ نساء العالمین کی ہے۔ جنہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنا جزء فرمایا۔ اگر اس جزئیت کو حقیقیہ نہ بھی مانا جائے اور تمام احکام میں کل کے ساتھ یکساں نہ بھی ہو جب بھی بابِ تعظیم واہانت میں کل کے احکام میں شریک ہونا یقینی ہے۔

❖ اللہ کریم جل وعلا کا ارشادِ گرامی ہے:

قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ

اے حبیب آپ فرمایئے: اگر رحمن کا بچہ ہوتا تو میں (اس بچے کا) سب سے پہلا عبادت گزار ہوتا۔

(سورۂ زخرف آیت 81)

یہ قضیہ شرطیہ ہے جس کے دونوں جزء ممتنع ہیں لیکن ملازمہ صادقہ ہے۔اور اگر جزو اور ولد بابِ تعظیم میں کل اورباپ کے احکام میں شریک نہ ہوتا تو ملازمہ کا صدق محلِ نظر بن جاتا۔

سو ماننا پڑے گا کہ جزو اور ولد تمام احکام میں کل اورباپ کے ساتھ یکساں نہ ہو کر بھی بابِ تعظیم واہانت میں کل کے ساتھ شریک ضرور ہوتا ہے۔

اور بالخصوص وہ جزوِ اقدس جن کی جزئیت اور بضعیت پر خود جنابِ رسالت مآب بار بار نص فرمائیں اور ان کے منسوبات کو اپنے منسوبات قرار دیں۔

❖ جانِ کائنات سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

إِنَّمَا فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي

بات صرف یہ ہے کہ فاطمہ میرا جزء ہے۔

❖ بعض روایات میں ہے:

وَإِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ مُضْغَةٌ مِنِّي

(صحیح مسلم 2449 ، مسند احمد 18907 ، فضائل الصحابۃ 1323 ، 1326 ، 1329 ، 1330 ، 1333)

❖ بعض روایات کے الفاظ اس طرح ہیں:

فَاطِمَةُ شُجْنَةٌ مِنِّي

(مسند احمد 18930 ، فضائل الصحابۃ 1347 ، الآحاد والمثانی 2956)

پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی لختِ جگر کے منسوبات کو اپنے منسوبات قرار دیتے ہوئے فرمایا:

(1):

فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي

تو جس نے انہیں غضب ناک کیا اس نے مجھے غضب ناک کیا۔

(صحیح البخاری 3714 ، 3767 ، الآحاد والمثانی 2954 ، السنن الکبری للنسائی 8313 ، الشریعۃ للآجری 1611 ، 1612 ، المعجم الکبیر للطبرانی 1012 ، المخلصیات 1304 ، 1866 ، شرح السنۃ للبغوی 14/158 ، مصنف ابن ابی شیبۃ 32269)

یعنی "جو شخص" سیدۃ نساء الجنۃ کا مُغضِب وہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا مُغضِب۔۔۔!!!

:(2)

ایک روایت میں ہے:

وَيُغْضِبُنِي مَا أَغْضَبَهَا

"جس چیز" نے انہیں غضب ناک کیا وہ مجھے غضب ناک کرتی ہے۔

(الاحاد والمثانی لابن ابی عاصم 2957 ، المعجم الکبیر للطبرانی 1013)

پچھلی روایت میں شخص کا ذکر تھا اس میں غضب دلانے والی چیز کا ذکر ہے۔

:(3)

ایک روایت میں ہے:

يَغِيظُنِي مَا يَغِيظُهَا

جو چیز انہیں غصہ دلاتی ہے وہ مجھے غصہ دلاتی ہے۔

(مسند البزار 2193)

پہلی دو روایات میں "غضب" کا ذکر تھا اس میں "غیظ" کا بیان ہے۔

:(4)

ایک روایت میں ہے:

فَمَنْ آذَاهَا فَقَدْ آذَانِي

تو جس "شخص" نے انہیں تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی۔

(المستدرک علی الصحیحین 4750 ، فضائل الصحابۃ 1324 ، السنن الکبری للبیہقی 20862)

:(5)

اور ایک روایت میں ہے:

يُؤْذِينِي مَا آذَاهَا

جو "چیز" انہیں تکلیف دے وہ مجھے تکلیف دیتی ہے۔

(صحیح مسلم 2449 ، جامع ترمذی 3869 ، مسند احمد 16123 ، فضائل الصحابۃ 1327 ، 1328 ، الآحاد والمثانی 2955 ، 2957 ، السنن الکبری للنسائی 8312 ، مستخرج ابی عوانۃ 4233 ، 4231 ، المعجم الکبیر للطبرانی 277 ، 1011 ، 1013 ، 14860 ، المستدرک علی الصحیحین 4751 ، الاحادیث المختارۃ 274 ، 275)

پچھلی روایت میں ایذاء پہنچانے والے شخص کا ذکر کیا اور اس روایت میں ایذاء دینے والی چیز کا۔

:(6)

ایک روایت میں ہے:

وَيُنْصِبُنِي مَا أَنْصَبَهَا

جو چیز انہیں مشقت میں ڈالے وہ مجھے مشقت میں ڈالتی ہے۔

(جامع ترمذی 3869 ، مسند احمد 16123 ، فضائل الصحابۃ 1327 ، المعجم الکبیر للطبرانی 14860 ، المستدرک علی الصحیحین 4751 ، الاحادیث المختارۃ 274 ، 275)

پچھلی دو روایات میں ایذاء یعنی تکلیف کا بیان تھا اور اس روایت میں فقط مشقت اور تھکان کا بیان ہے۔

:(7)

ایک روایت میں ہے:

يُرِيبُنِي مَا أَرَابَهَا

جس چیز نے انہیں تشویش میں ڈالا وہ مجھے تشویش میں ڈالتی ہے۔

(فضائل الصحابۃ 1328 ، الآحاد والمثانی 2955 ، السنن الکبری للنسائی 8312 ، المعجم الکبیر للطبرانی 1011)

:(8)

اور ایک روایت میں ہے:

يرِيبُنِي مَا رَابَهَا

جس چیز نے انہیں پریشان کیا وہ مجھے پریشان کرتی ہے۔

(مستخرج ابی عوانہ 4231)

پچھلی روایت میں مزید سے تھا اور اس میں مجرد سے ہے۔ بعض علماء نے دونوں کو ہم معنی کہا جبکہ بعض نے قدرے فرق کی طرف اشارہ کیا۔

:(9)

اور ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں:

يَقْبِضُنِي مَا يَقْبِضُهَا

جو چیز انہیں ناگوار گزرتی ہے وہ مجھے ناگوار گزرتی ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین 4747 ، حلیۃ الاولیاء 206/3)

:(10)

ایک روایت میں ہے:

يَقْبِضُنِي مَا قَبَضَهَا

جو چیز انہیں ناگوار گزری وہ مجھے ناگوار گزرتی ہے۔

(فضائل الصحابۃ 1333 ، 1347 ، الآحاد والمثانی 2956)

پچھلی روایت میں سیدۃ نساء اہل الجنۃ کی ناگواری کے استمرار کے ساتھ اپنی ناگواری کا استمرار بیان فرمایا جبکہ اس روایت کے مطابق سیدۃ نساء العالمین کو ایک بار بھی ناگوار گزرنے والی چیز کا ذاتِ رسول ﷺ کے لیے لگاتار موجبِ ناگواری ہونا بیان ہو رہا ہے۔ اور اس میں سیدۃ نساء اہل الجنۃ کی جس عظمت اور دربارِ رسالت میں اہمیت کی جانب اشارہ ہے وہ اربابِ بصیرت سے مخفی نہیں۔

:(11)

ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں:

وَيَبْسُطُنِي مَا يَبْسُطُهَا

جو چیز انہیں خوش کرتی ہے وہ مجھے خوش کرتی ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین 4747 ، حلیۃ الاولیاء 206/3)

:(12)

اور ایک روایت میں ہے:

وَيَبْسُطُنِي مَا بَسَطَهَا

جس چیز نے انہیں خوش کیا وہ مجھے خوش کرتی ہے۔

(فضائل الصحابۃ 1333 ، 1347 ، الآحاد والمثانی 2956)

ان دو روایات کا حال بھی گزشتہ دو روایات جیسا ہے۔ پچھلی روایت میں سیدۃ نساء العالمین کی خوشی کے استمرار کے ساتھ اپنی خوشی کا استمرار بیان فرمایا۔ لیکن اس روایت میں پہلا فعل مضارع جبکہ دوسرا ماضی ہے جس کا مفاد یہ بنتا ہے کہ:

جو چیز سیدۃ نساء العالمین کے لیے ایک بار خوشی کا سبب بنی، ذاتِ رسول ﷺ کے لیے بالاستمرار موجب بسط و سرور ہوتی ہے۔۔۔!!!

پس اقبال نے کہا تو بجا کہا:

رشتۂ آئین حق زنجیر پاست	پاس فرمان جناب مصطفی است
ورنہ گرد تربتش گردیدمی	سجدہ ھا بر خاک او پاشیدمی

حاصلِ گفتگو یہ ہوا کہ:

1. سیدہ زہراء علیہا السلام کو غضب ناک کرنے والا شخص حضور ﷺ کو غضب ناک کرنے والا۔۔۔
2. سیدہ زہراء علیہا السلام کو غضب ناک کرنے والی چیز حضور ﷺ کو غضب ناک کرنے والی۔۔۔
3. سیدہ زہراء علیہا السلام کو غصہ دلانے والی چیز حضور ﷺ کو غصہ دلانے والی۔۔۔
4. سیدہ زہراء علیہا السلام کو تکلیف دینے والا شخص حضور ﷺ کو تکلیف دینے والا۔۔۔
5. سیدہ زہراء علیہا السلام کو تکلیف دینے والی چیز حضور ﷺ کو تکلیف دینے والی۔۔۔

6. سیدہ زہراء علیہا السلام کو مشقت میں ڈالنے والی چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مشقت میں ڈالنے والی۔۔۔

7. سیدہ زہراء علیہا السلام کو تشویش میں ڈالنے والی چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تشویش میں ڈالنے والی۔۔۔

8. سیدہ زہراء علیہا السلام کو پریشان کرنے والی چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشان کرنے والی۔۔۔

9. سیدہ زہراء علیہا السلام کو ناخوش کرنے والی چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ناخوش والی۔۔۔

10. سیدہ زہراء علیہا السلام کو خوش کرنے والی چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش والی۔۔۔

جب اتنی ساری چیزیں جن کی نسبت در حقیقت سیدہ پاک کی جانب ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی نسبت اپنی جانب فرمارہے ہیں، تو لازمی طور پر اس قضیہ کو مزید تقویت ملتی ہے کہ:

جس بے ادبی کی نسبت سیدہ پاک کی جانب ہو، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب ہوتی ہے۔ تو جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کفر ہے، یونہی سیدہ پاک کی بے ادبی جو در حقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی بے ادبی بنتی ہے، وہ بھی کفر قرار پائے گی۔

امر واجب اللحاظ:

یہاں جو چیز واجب اللحاظ ہے وہ یہ کہ:

ایذائے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی ایذائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ایذائے سیدہ زہراء علیہا السلام بھی ایذائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

❖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَن آذاهُم فقدآذَانی

جس نے صحابۂ کرام رَضِوَانُ اللہِ عَلَیْہِم اَجْمَعِیْنَ کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی۔

(جامع ترمذی 3862)

لیکن: ایذائے صحابہ کے ایذائے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہونے کا سبب الگ نوعیت کا ہے۔

جبکہ : ایذائے سیدہ زہراء عَلَیْہَا السَّلَام کے ایذائے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہونے کا سبب الگ نوعیت کا۔

ایذائے صحابہ کے ایذائے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہونے کا سبب ذاتِ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور اصحابِ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے درمیان ایک گہرا تعلق ہے، اس گہرے تعلق کی وجہ سے ایذائے صحابہ حکمی طور پر ایذائے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قرار پاتی ہے۔

❖ علامہ علی قاری نے فرمایا:

وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي، أَيْ حُكْمًا

یعنی جس نے صحابۂ کرام کو تکلیف پہنچائی تو اس نے حکمی طور پر مجھے تکلیف پہنچائی۔

(مرقاۃ المفاتیح 3880/9)

لیکن ایذائے سیدہ زہراء کے ایذائے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہونے کا سبب عمومی تعلق نہیں بلکہ علاقۂ جزئیت اور بعضیت ہے۔

سیدہ زہراء سلام اللہ تعالی علی ابیہا وعلیہا جزوِ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں اور جیسے جزء کو ایذاء در حقیقت کل کو ایذاء ہوتی ہے یونہی سیدۃ نساء اہل الجنۃ کو ایذاء در حقیقت جنابِ رسالت مآب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ایذاء ہے۔

اور یہ بات خود حدیثِ مصطفی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے مستفاد ہے۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

"فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي، فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي"

یہ الفاظِ حدیث صحیح بخاری کے ہیں۔ "فَمَنْ "میں حرفِ فاء صریح ہے کہ:

مغضبِ سیدہ زہراء کا مغضبِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہونا علاقۂ جزئیت اور بضعیت پر متفرع ہے۔

گویا کہ فرمایا جارہا ہے:

چونکہ سیدۃ نساء العالمین میرا جزء ہیں اور جس چیز کی نسبت جزء کی طرف ہو وہ کل کی جانب بھی منسوب ہوتی ہے۔لہذا جس نے میرے جزء کو غصہ دلایا اس نے مجھے غصہ دلایا۔

پس سطورِبالا میں سیدہ پاک کی ایذاء کا ایذائے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہونا،سیدہ پاک کی پریشانی کا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پریشانی ہونا اور دیگر جو امور مذکور ہوئے ان کا سبب عمومی تعلق نہیں بلکہ علاقۂ جزئیت و بعضیت ہے۔

یہ فرق ملحوظ رکھنا واجب ہے تاکہ عمومی تعلق اور تعلقِ جزئیت و بعضیت کے احکام میں فرق سمجھا جاسکے۔

جو لوگ اس فرق کی جانب توجہ نہیں کرتے وہ سیدۃ نساء اہل الجنۃ کو عام صحابیات اور دیگر اہلِ بیتِ کرام جنہیں شرفِ بضعیت میسر نہیں، ان جیسا سمجھتے ہیں۔۔۔حالانکہ یہ سراسر ناانصافی ہے اور بالخصوص اس وقت جب کہ مذکورہ بالا احکام کی علت کی جانب اشارہ خود فرمانِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں موجود ہے۔

بعض مؤیدات:

ایذائے سیدہ زہراء کے ایذائے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہونے کا سبب عمومی تعلق نہیں بلکہ علاقۂ جزئیت و بعضیت ہے، یہ امر خود فرمانِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ثابت ہے۔لہذا اس پہ مزید کسی دلیل اور حوالے کی حاجت نہیں۔لیکن قارئین کی مزید تسلی اور اپنی گفتگو کو مزید روشن کرنے کی خاطر

چند ثابت شدہ امور کی جانب اشارہ کرنا چاہوں گا۔

اولادِ سیدہ زہراء علیہا السلام اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

سطورِ بالا میں مذکور امور کا سبب اگر محض عمومی تعلق ہوتا تو اولادِ سیدہ زہراء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد قرار نہ پاتی۔ کیونکہ وہ تعلق تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے صحابہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والا سے حاصل ہے لیکن سارے صحابہ کی اولادیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد شمار نہیں ہوتیں، جبکہ سیدۃ نساء اہل الجنۃ کی اولادِ پاک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہے۔

❖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

هَذَانِ ابْنَایَ وَابْنَا ابْنَتِيَ

یعنی جنابِ حسن اور جنابِ حسین میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔

امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا۔

(جامع ترمذی 3769)

حسنینِ کریمین در حقیقت سیدۃ نساء اہل الجنۃ کے بیٹے ہیں۔ لیکن چونکہ سیدہ زہراء جزوِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جس چیز کی نسبت جزء کی جانب ہو اس کی نسبت کل کی جانب بھی ہوتی ہے۔ پس حسنینِ کریمین سیدہ زہراء کے بیٹے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے قرار پائے۔

ام الفضل کا خواب:

❖ ام الفضل نے دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی:

يَا رَسُولَ اللَّهِ، رَأَيْتُ كَأَنَّ فِي بَيْتِي عُضْوًا مِنْ أَعْضَائِكَ

یارسول اللہ! میں نے خواب دیکھا، جیسے میرے گھر میں آپ کے اعضائے بدن میں سے کوئی

عضو موجود ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

خَيْرًا رَأَيْتِ، تَلِدُ فَاطِمَةُ غُلَامًا فَتُرْضِعِيهِ

تم نے اچھی چیز دیکھی۔ فاطمہ کے ہاں بیٹا پیدا ہو گا جسے تم دودھ پلاؤ گی۔

(سنن ابن ماجہ 3923 ، مسند احمد بن حنبل 26878)

سیدہ فاطمہ زہراء کے بیٹے کو اپنے عضوِ بدن کی تعبیر قرار دینے کا سبب بھی یہی ہے کہ:
سیدہ زہراء سلام اللہ تعالی علیہا جزوِ رسول ﷺ ہیں اور جس چیز کی نسبت جزء کی جانب ہو وہ کل کی جانب بھی منسوب ہوتی ہے۔ پس سیدنا امام حسن جزوِ سیدہ پاک ہونے کی وجہ سے جزوِ رسول ﷺ ہوئے۔ لہذا آپ ﷺ نے انہیں اپنے عضوِ بدن کی تعبیر قرار دیا۔

یہی معاملہ سطورِ بالا میں مذکورہ امور کا ہے۔ یعنی سطورِ بالا میں سیدہ زہراء کے منسوبات کو منسوباتِ رسول ﷺ قرار دینے کا سبب عمومی تعلق نہیں بلکہ علاقۂ جزئیت و بعضیت ہے۔ یعنی جو چیز جزء کی جانب منسوب ہو وہ کل کی جانب بھی منسوب ہوتی ہے، اسی وجہ سے سیدہ زہراء کی جانب منسوب ایذاء کو رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ والا کی جانب منسوب قرار دیا گیا اور دیگر امورِ مذکورہ کا معاملہ بھی یہی ہے۔

حضرت ابولبابہ کی توبہ:

ایک موقع پر حضرت ابولبابہ نے اپنے آپ کو مسجدِ نبوی شریف کے ستون کے ساتھ باندھ لیا۔ پھر جب آپ کی توبہ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ کے کاشانۂ اقدس میں تھے۔ ابھی تک پردے کا حکم نازل نہ ہوا تھا، سو رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے ام

المؤمنین سیدہ ام سلمہ نے حضرت ابولبابہ کو ان کی توبہ کی قبولیت کی خوشخبری دی۔

صحابۂ کرام جنابِ ابولبابہ کو کھولنے کے لیے آگے بڑھے تو حضرت ابولبابہ نے فرمایا:

لا واللہ حتّی یکون رسول اللہ ﷺ هو الّذي یطلقني بیده

اللہ ﷻ کی قسم مجھے رسول اللہ ﷺ اپنے دستِ اقدس سے کھولیں گے۔

پھر جب سیدۃ نساء اہل الجنۃ سیدہ زہراء کھولنے کے لیے آگے بڑھیں تو حضرت ابولبابہ نے پھر یہی کہا:

إنّی حلفت ألا یحلّنی إلا رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وسلم-

میں نے قسم کھائی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کوئی نہ کھولے گا۔

جب رسول اللہ ﷺ نے ابولبابہ کی یہ بات سنی تو سیدۃ نساء اہل الجنۃ کی امتیازی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا:

إن فاطمة بضعة منی

بے شک فاطمہ میرا جزء ہے۔

(اتحاف الزائر لابی الیمن 101/1 ، الاحکام الوسطی لابن الخراط 35/4 ، الروض الانف 278/2 ، سبل الھدی والرشاد 9/5)

دیگر صحابہ بھی حضرت ابولبابہ کو کھولنا چاہ رہے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ نے کسی اور کے کھولنے کو اپنا کھولنا قرار نہ دیا۔ مگر جب سیدۃ نساء اہل الجنۃ نے ابولبابہ کو کھولنا چاہا تو آپ ﷺ نے سیدہ پاک کے کھولنے کو اپنا کھولنا قرار دیا اور ابولبابہ کی جو قسم رسول اللہ ﷺ کے کھولنے کے بارے میں تھی وہ قسم سیدہ زہراء سلام اللہ تعالی علیہا کے کھولنے سے پوری ہوگئی۔

وجہِ فرق وہی ہے جسے ہم نے سطورِ بالا میں بیان کیا کہ:
گو صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کا ذاتِ مصطفی ﷺ سے بے مثال تعلق ہے اور اسی تعلق کی وجہ سے آپ ﷺ نے ایذائے صحابہ کو اپنی ایذاء کا موجب قرار دیا۔ لیکن وہ تعلق جزئیت اور بعضیت کا نہیں۔ لہذا اگر کوئی اور صحابی حضرت ابولبابہ کو کھولتے تو وہ رسول اللہ ﷺ کا کھولنا شمار نہ ہوتا اور حضرت ابولبابہ کی قسم پوری نہ ہوتی۔ برخلاف سیدۃ نساء العالمین کے ، آپ رضی اللہ تعالی عنہا کے منسوبات کے ذاتِ مصطفی ﷺ کے منسوبات ہونے کا سبب علاقۂ جزئیت و بعضیت ہے۔ اور جو چیز جزء کی جانب منسوب ہوتی ہے وہ کل کی جانب بھی منسوب ہوتی ہے۔ پس جب سیدہ زہراء سلام اللہ تعالی علیہا نے حضرت ابولبابہ کو کھولا تو کھولنے کی نسبت سیدہ پاک کی جانب ہوئی اور جزء کا منسوب کل کا منسوب ہونے کی وجہ سے کھولنے کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی جانب قرار پائی اور یوں حضرت ابولبابہ کی قسم پوری ہو گئی۔

رشتۂ آئین حق زنجیر پاست | پاس فرمان جناب مصطفی است
وہ رنہ گرد تربتش گردیدمی | سجدہ ھا بر خاک او پاشیدمی

نتیجہ بحث:

یہاں تک دو باتیں روزِ روشن کی طرح واضح ہو چکی ہیں:
(1): ایذائے سیدہ زہراء اور دیگر امورِ مذکورہ بالا کے ایذائے رسول ﷺ ہونے کا سبب عمومی تعلق نہیں بلکہ علاقۂ جزئیت و بعضیت ہے۔

(2): چونکہ سیدہ زہراء سلام اللہ تعالی علیہا جزوِ رسول ﷺ ہیں، لہذا جن چیزوں کی نسبت سیدہ زہراء سلام اللہ تعالی علیہا کی جانب ہوگی، بالخصوص جب وہ بابِ تعظیم یا بابِ اہانت سے ہوں تو وہ خود رسول اللہ ﷺ کی جانب بھی منسوب ہوں گی۔

بنابریں:

اگر کسی شخص نے سیدۃ نساء العالمین کی بے ادبی کی، تو چونکہ آپ جزوِ رسول ﷺ ہیں اور جزء کی بے ادبی کل کی بے ادبی ہوتی ہے، لہذا وہ بے ادبی سیدہ زہراء سلام اللہ تعالی علیہا تک نہ رہے گی بلکہ رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی قرار پائے گی جو بلا شبہ کفر ہے۔

گستاخِ زہراء کافر ہے، علامہ سہیلی کا استدلال:

اسی علاقۂ جزئیت سے استدلال کرتے ہوئے علامہ ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ بن احمد سہیلی (متوفی 581ھ) نے فرمایا:

فهذا حديث يدل على أن من سبها فقد كفر وأن من صلى عليها، فقد صلى على أبيها - صلى الله عليه وسلم

پس یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ جس شخص نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کو گالی دی اس نے کفر کیا۔ اور اس بات پر بھی کہ جس نے آپ رضی اللہ تعالی عنہا پر درود بھیجا، اس نے آپ رضی اللہ تعالی عنہا کے والدِ گرامی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پہ درود بھیجا۔

(الروض الانف 228/6)

سیدہ زہراء سلام اللہ تعالی علیہا کی گستاخی کے کفر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ:

جس نے سیدہ زہراء کی گستاخی کی اس نے جزوِ رسول ﷺ کی گستاخی کی۔ اور جس چیز کی نسبت جزء کی جانب ہو اس کی نسبت کل کی جانب ہوتی ہے۔ لہذا سیدہ زہراء کی گستاخی آپ

رضی اللہ تعالی عنہا کے واسطہ سے رسول اللہ ﷺ کی گستاخی بنے گی جو یقینا کفر ہے۔

اسی امر کے پیشِ نظر علامہ سہیلی نے سیدہ زہراء سلام اللہ تعالی علی ابیہا وعلیہا پر بھیجے گئے درود کو ذاتِ رسول ﷺ کے لیے قرار دیا۔ کیونکہ جب آپ رضی اللہ تعالی عنہا جزوِ رسول ہیں اور جزو پر بھیجا گیا درود جزو کے واسطے سے کل کے لیے ہو گا، فلہذا سیدۃ نساء العالمین کی ذاتِ اقدس پہ بھیجا گیا درود ذاتِ رسول ﷺ کے لیے قرار پائے گا۔

تنبیہ:

فتح الباری میں ہے:

فمن أغضبها أغضبني استدل به السهيلي على أن من سبها فإنه يكفر وتوجيهه أنها تغضب ممن سبها وقد سوى بين غضبها وغضبه ومن أغضبه صلى الله عليه وسلم يكفر

پس جس نے سیدہ زہراء سلام اللہ علیہا کو غضب ناک کیا اس نے مجھے غضب ناک کیا۔ اس (جملۂ حدیث) سے علامہ سہیلی نے استدلال کیا کہ جس نے سیدہ زہراء سلام اللہ علیہا کو گالی دی وہ کافر ہو جائے گا۔

توجیہ اس کی یہ ہے کہ: سیدہ زہراء سلام اللہ تعالی علی ابیہا وعلیہا اُس سے غضب ناک ہوتی ہیں جو آپ رضی اللہ تعالی عنہا کو گالی دے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے سیدہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا اور اپنے غضب کو مساوی قرار دیا۔ اور جو شخص آپ ﷺ کو غصہ دلائے وہ کافر ہو جاتا ہے (پس جو سیدہ زہراء سلام اللہ تعالی علیہا کو غصہ دلائے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔)

اس قدر گفتگو کے بعد حافظ ابنِ حجر نے فرمایا:

وفي هذا التوجيه نظر لا يخفى

اس توجیہ میں جو اعتراض ہے وہ پوشیدہ نہیں۔

(فتح الباری 105/7)

اقول بحول الله تعالی وقوته:

شاید اس گفتگو کے وقت علامہ سہیلی کی گفتگو حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ تعالی کے سامنے موجود نہ تھی۔ ورنہ نہ یہ توجیہ فرماتے اور نہ ہی اس پر اعتراض کی ضرورت پیش آتی۔

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ تعالی نے سمجھا کہ علامہ سہیلی کا استدلال اس جملۂ حدیث سے ہے:

"فمن أغضبها أغضبنی"

حالانکہ علامہ سہیلی نے جہاں یہ گفتگو کی وہاں اس جملۂ حدیث کا ذکر ہی نہ کیا۔

علامہ سہیلی کی کلام ملاحظہ ہو:

عَنْ عَلِيّ بْنِ الْحُسَيْنِ أَنّ فَاطِمَةَ أَرَادَتْ حَلّهُ حِينَ نَزَلَتْ تَوْبَتُهُ فَقَالَ قَدْ أَقْسَمْت أَلّا يَحُلّنِي إلّا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إنّ فَاطِمَةَ مُضْغَةٌ مِنّي" فَصَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى فَاطِمَةَ فَهَذَا حَدِيثٌ يَدُلّ عَلَى أَنّ مَنْ سَبّهَا فَقَدْ كَفَرَ وَأَنّ مَنْ صَلّى عَلَيْهَا، فَقَدْ صَلّى عَلَى أَبِيهَا - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ –

سیدنا امام علی زین العابدین رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت ابولبابہ کی توبہ نازل ہوئی تو سیدۃ نساء اہل الجنۃ سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا نے انہیں کھولنا چاہا۔ حضرت ابولبابہ نے عرض کی: میں نے قسم کھائی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کوئی نہ کھولے گا۔ حضرت ابولبابہ کی اس گفتگو پہ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک فاطمہ میرے بدن کا حصہ ہے۔ **صلی الله تعالی علیه وعلی فاطمة**

پس یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ جس نے سیدہ زہراء سلام اللہ تعالی علیہا کو برا بھلا کہا وہ کافر ہو گیا اور جس نے سیدہ زہراء سلام اللہ تعالی علیہا پہ درود بھیجا اس نے آپ رضی اللہ تعالی عنہا کے والدِ گرامی ﷺ پہ درود بھیجا۔

(الروض الانف 228/6)

علامہ سہیلی کی مکمل گفتگو ملاحظہ کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ علامہ سہیلی نے جملۂ حدیث "فمن أغضبها أغضبني" سے استدلال نہیں کیا بلکہ خود رسول اللہ ﷺ نے "من أغضبها أغضبني" کو جس امر پر متفرع کیا تھا، علامہ سہیلی نے "مَنْ سَبَّهَا فَقَدْ كَفَرَ" کو اسی پہ متفرع کیا۔ یعنی علاقۂ جزئیت و بعضیت پر۔

اولا: تو آپ نے اس گفتگو میں جملہ "فمن أغضبها أغضبني" کو ذکر ہی نہیں کیا۔

ثانیا: تفریعات میں فقط "مَنْ سَبَّهَا فَقَدْ كَفَرَ" نہیں لائے، بلکہ یہ بھی فرمایا:

مَنْ صَلّى عَلَيْهَا، فَقَدْ صَلّى عَلَى أَبِيهَا

جس نے سیدہ زہراء سلام اللہ تعالی علیہا و علی ابیہا پہ درود بھیجا اس نے آپ کے والدِ گرامی ﷺ پہ درود بھیجا۔

ظاہر ہے کہ یہ حکم علاقۂ جزئیت و بضعیت پہ تو بآسانی متفرع ہوتا ہے لیکن "فمن أغضبها أغضبني" سے اس کا کوئی تعلق ہی نہیں بنتا۔

لہذا: حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ تعالی نے جو توجیہ کی اور پھر اس پر اعتراض کی طرف اشارہ کیا، نہ تو علامہ سہیلی کی گفتگو اس توجیہ کی اجازت دیتی ہے اور جب توجیہ وہ نہیں تو اس پر وہ اعتراض بھی وارد نہ ہوگا۔

توجیہ یہ ہے:

جب سیدہ زہراء سلام اللہ تعالی علیہا جزوِ رسول ﷺ ہیں اور جس چیز کی نسبت جزء کی جانب ہوتی ہے وہ کل کی جانب بھی منسوب ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابولبابہ کو کھولنے کی نسبت سیدہ زہراء سلام اللہ تعالی علیہا کی جانب پائی گئی تو آپ ﷺ نے اسے اپنی جانب قرار دیا جس سے حضرت ابولبابہ کی قسم پوری ہوگئی۔ لہذا: جو شخص سیدہ زہراء سلام اللہ تعالی علیہا کو گالی دے، چونکہ آپ جزوِ رسول ﷺ ہیں، جس چیز کی نسبت آپ کی طرف ہو وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی جانب بھی منسوب ہوتی ہے، پس اِس شخص کی گالی خود جنابِ رسالت مآب ﷺ کی جانب منسوب ہوگی جو یقیناً کفر ہے۔ یونہی جو شخص سیدہ زہراء سلام اللہ تعالی علی ابیہا وعلیہا پہ درود بھیجے، چونکہ آپ جزوِ رسول ﷺ ہیں اور جزء پہ درود کل پہ درود بنتا ہے، لہذا آپ رضی اللہ تعالی عنہا پہ بھیجا جانے والا درود آپ کے والدِ گرامی سیدِ عالم ﷺ پہ درود قرار پائے گا۔

مسلمانو!

خدارا انصاف۔۔۔!!!

سطورِ بالا میں کتنے ہی امور گزرے جن کی نسبت سیدہ زہراء سلام اللہ تعالی علیہا کی جانب ہوئی تو اس نسبت کو جنابِ رسالت مآب ﷺ کے لیے قرار دیا گیا۔ بلکہ دس سے زائد امور پر تو خود رسول اللہ ﷺ نے نص فرمائی۔۔۔

تو کیا جس بد بخت نے بر سرِ منبر چلا چلا کر رسول اللہ ﷺ کی لختِ جگر سلام اللہ تعالی علیہا کی جانب "خطا" کی نسبت کی، کیا وہ نسبت رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ والا تک نہیں پہنچے گی؟

اگر پہنچے گی اور یقینا پہنچے گی تو کیا کوئی مسلمان رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ والا کے لیے اس قسم کے جملے بولنے کیجا، ایسی گفتگو کا تصور بھی کر سکتا ہے؟؟؟

اگر یہی جملے رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ والا کے لیے بولے جاتے تو کیا ان کے کفر ہونے میں کسی قسم کا تردد کیا جاسکتا تھا؟

اگر نہیں اور یقینا نہیں تو پھر سیدہ زہراء سلام اللہ تعالی علیہا کی ذاتِ والا کے لیے اس قسم کی گفتگو کیسے کی جا سکتی ہے، جبکہ اس گفتگو کی نسبت سیدہ زہراء سلام اللہ تعالی علیہاتک نہیں رہتی ،رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ والاتک پہنچتی ہے۔۔۔؟؟؟

گستاخِ زہراء کافر ہے، امام بیہقی کی رائے:

سیدہ زہراء سلام اللہ تعالی علیہاو علی ابیہا کی بے ادبی کو کفر قرار دینے میں علامہ سہیلی تنہا نہیں۔ امام بیہقی کی بھی یہی رائے ہے۔ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

واستدل به البيهقي على أن: من سبها فإنه يكفر

اور اس سے بیہقی رحمہ اللہ نے اس بات پہ دلیل پکڑی کہ جس نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کو برا بھلا کہا اس نے کفر کیا۔

(عمدۃ القاری 249/16)

گستاخِ زہراء کافر ہے، علامہ سبکی کی رائے:

علامہ سہیلی اور حافظ بیہقی کے علاوہ علامہ سبکی کی بھی یہی رائے ہے۔ شیخِ محقق فرماتے ہیں:

وسبکی استدلال کردہ است بایں کہ ہر کہ دشنام کند فاطمہ را کافر شود۔

اور امام سبکی نے اس سے یہ دلیل پکڑی کہ جو شخص سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کو گالی دے

وہ کافر ہو جاتا ہے۔

(اشعۃ اللمعات 380/4)

گستاخِ زہراء کافر ہے، ابو الیمن ابن عساکر کی رائے:

علامہ عبد الصمد بن عبد الوھاب ابو الیمن ابن عساکر (متوفی 686ھ) اتحاف الزائر میں لکھتے ہیں:

في الحديث دليلٌ على أن من سب فاطمة رضوان الله عليها فقد سب أباها، ومن سب أباها فقد كفر

یعنی اس حدیث میں دلیل ہے کہ جس نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گالی دی اس نے سیدہ زہراء کے والدِ گرامی ﷺ کو گالی دی اور جس نے آپ کے والدِ گرامی ﷺ کو گالی دی وہ بلاشبہ کافر ہو گیا۔

(اتحاف الزائر واطراف المقيم للسائر لابی اليمن ابن عساكر ص101)

گستاخِ زہراء کافر ہے، سراج الدین ابن ملقن کی رائے:

جیسے علامہ سہیلی نے "إِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِنِّي" سے دلیل پکڑتے ہوئے سیدہ زہراء سلام اللہ تعالیٰ علیہا کی گستاخی کو کفر قرار دیا، یہی استدلال سراج الدین ابن ملقن (متوفی 804ھ) نے بھی کیا۔ آپ فرماتے ہیں:

قال رسول الله ﷺ : "إِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِنِّي" وهو دال كما قال السهيلي: أن من سبها فقد كفر، ومن صلى عليها فقد صلى على أبيها

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک فاطمہ میر الختِ جگر ہے۔

یہ حدیث دلالت کرتی ہے، جیسا کہ سہیلی نے کہا کہ: جس شخص نے سیدہ زہراء سلام اللہ تعالی علیہا کو برا بھلا کہا وہ کافر ہو گیا اور جس نے آپ رضی اللہ تعالی عنہا پہ درود بھیجا تحقیق اس نے آپ کے والدِ گرامی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پہ درود بھیجا۔

(التوضيح لشرح الجامع الصحيح 368/20)

تنبیہ:

واضح رہے کہ یہ فقط علامہ سہیلی کے استدلال کی نقل نہیں، ورنہ ابنِ ملقن کا جملہ "**وهو دال**" بے فائدہ ہو جائے گا۔ یہ ابنِ ملقن کا اپنا استدلال ہے۔ لیکن چونکہ اس سے پہلے علامہ سہیلی یہی استدلال کر چکے تھے، لہذا برائے تائید ان کا ذکر کر دیا گیا۔

گستاخِ زہراء کافر ہے، تسلیم کنندگان:

رہی بات ان لوگوں کی جنہوں نے علامہ سہیلی اور ان کے امثال کے استدلال کو تسلیم کیا، ان کی فہرست طویل ہے۔ یہاں بطورِ مثال چند علماء کا ذکر کیا جاتا ہے:

علامہ تقی الدین احمد بن علی مقریزی:

علامہ تقی الدین احمد بن علی مقریزی (متوفی 845ھ) نے فرمایا:

قال السهيليّ: هذا حديث يدل على أن من سبها فقد كفر وأن من صلى عليها فقد صلى على أبيها رسول اللَّه صلى اللَّه عليه وسلّم.

سہیلی نے کہا: یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ جس شخص نے سیدہ فاطمہ زہراء سلام اللہ تعالی علیہا کو گالی دی وہ کافر ہے۔ اور جس شخص نے سیدہ زہراء پہ درود بھیجا اس نے آپ کے والدِ گرامی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پہ درود بھیجا۔

(امتاع الاسماع 10/ 273)

علامہ بدر الدین عینی:

سیدہ زہراء سلام اللہ تعالی علی ابیہا وعلیہا کی گستاخی کے کفر ہونے کو بطورِ تسلیم ذکر کرنے والوں میں ایک نام علامہ بدر الدین عینی (متوفی 855ھ) کا بھی ہے، جیسا کہ سطورِ بالا میں مذکور ہوا۔

شارح بخاری علامہ شہاب الدین قسطلانی:

علامہ شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی (متوفی 923ھ) ارشاد الساری شرح صحیح بخاری اور المواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں:

واستدل به السهيلى على أن من سبها فإنه يكفر.

اس حدیث سے علامہ سہیلی نے استدلال کیا کہ جس شخص نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کو گالی دی بے شک وہ کافر ہو جائے گا۔

(ارشاد الساری 141/6 ، المواہب اللدنیہ 685/2)

علامہ احمد بن اسماعیل کورانی:

شارح بخاری علامہ احمد بن اسماعیل کورانی (متوفی 893ھ) نے سہیلی کا استدلال ذکر کرنے کے بعد سلسلۂ گفتگو آگے بڑھاتے ہوئے کہا:

قال السهيلي: من صلى على فاطمة فقد صلى على رسول الله -صلى الله عليه وسلم-؛ لأن فاطمة قطعة من رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قلت: ومن صلى على الحسن والحسين، فقد صلى على رسول الله -صلى الله عليه وسلم-؛ لأنهما قطعة من تلك البضعة.

سہیلی کہتے ہیں: جس شخص نے سیدہ فاطمہ زہراء سلام اللہ تعالی علیہا پہ درود بھیجا، تحقیق اس نے رسول اللہ ﷺ پہ درود بھیجا کیونکہ سیدہ فاطمہ زہراء آپ ﷺ کی لختِ جگر ہیں۔

میں کہتا ہوں: جو شخص امام حسن اور امام حسین پہ درود بھیجے، تحقیق اس نے رسول اللہ ﷺ پہ درود بھیجا، کیونکہ آپ دونوں اُس لختِ جگر کے لختِ جگر ہیں۔

(الكوثر الجاري إلى رياض أحاديث البخاري 499/6)

علامہ عبد الرؤف مناوی:

علامہ زین الدین عبد الرؤوف مناوی (متوفی 1031ھ) فرماتے ہیں:

اسْتدلَّ بِهِ السهيلى على أَن من سبها كفر

اس حدیث سے علامہ سہیلی نے اس بات پہ استدلال کیا کہ جو شخص سیدہ زہراء سلام اللہ تعالی علیہا کو برا بھلا کہے وہ کافر ہے۔

(التيسير بشرح الجامع الصغير 166/2)

شیخِ محقق علامہ عبد الحق محدث دہلوی:

سیدہ زہراء سلام اللہ تعالی علی ابیہا وعلیہا کی گستاخی کے کفر ہونے کو بطورِ تسلیم ذکر کرنے والوں میں ایک نام شیخِ محقق علامہ عبد الحق محدث دہلوی (متوفی 1052ھ) کا بھی ہے، جیسا کہ سطورِ بالا میں مذکور ہو چکا۔

علامہ محمد بن اسماعیل صنعانی:

علامہ محمد بن اسماعیل صنعانی (متوفی 1182ھ) لکھتے ہیں:

استدل به السهيلي على أن من سبها كفر؛ لأنها بضعته

یعنی اس حدیث سے علامہ سہیلی نے استدلال کیا کہ جو شخص سیدہ زہراء سلام اللہ تعالی علیہا کو

گالی دے وہ کافر ہے، کیونکہ سیدہ زہراء سلام اللہ تعالی علیہا جزوِ رسول ﷺ ہیں (اور جزء کی گستاخی کل کی گستاخی ہوتی ہے۔)

(التنوير شرح الجامع الصغير 467/7)

تنبیہ:

سطورِ بالا میں ہم نے تصریح کی کہ علامہ سہیلی کا استدلال "علاقۂ جزئیت و بضعیت" سے ہے، نہ وہ کہ جسے علامہ ابنِ حجر عسقلانی نے بیان فرمایا۔ علامہ محمد بن اسماعیل الامیر صنعانی کی گفتگو بھی اسی امر کی مؤید ہے جسے ہم نے بیان کیا۔

گستاخِ زہراء کی سزا قتل ہے:

علامہ عبد الرحمن سہیلی کا استدلال اس باب میں مشہور ہو گیا ورنہ حقیقت یہ ہے کہ سیدۃ نساءِ اہل الجنۃ کی گستاخی کفر ہونے کی فکر علامہ عبد الرحمن سہیلی سے صدیوں پہلے سے موجود تھی۔

گستاخِ سیدہ زہراء اور سیدنا زید بن امام زین العابدین:

حضرت سیدنا زید بن علی بن حسین سلام اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت 76ھ جبکہ شہادت 122ھ کی ہے۔ آپ کے سامنے ایک بدبخت نے سیدۃ نساءِ اہل الجنۃ کو گالی بکی تو آپ نے اس کی سزا قتل قرار دی۔

سعید بن خیثم کہتے ہیں:

ہم سیدنا زید بن علی سلام اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ 500 کی تعداد میں تھے جبکہ شامی 12000 تھے۔ سیدنا زید بن علی سلام اللہ تعالیٰ علیہ کی بیعت 12000 سے زائد لوگوں نے کی تھی لیکن انہوں نے غداری کی۔ اچانک ایک شامی اپنے گھوڑے پر الگ ہوا اور لگاتار سیدہ فاطمہ بنتِ

رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دینے لگ گیا۔
سیدنا زید بن علی سلام اللہ تعالیٰ علیہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے یہاں تک کہ آپ کی مبارک داڑھی بھیگ گئی۔ آپ فرمانے لگے:

أما أحد يغضب لفاطمة بنت رسول الله ؟ أما أحد يغضب لرسول الله ؟ أما أحد يغضب لله ؟

کیا کوئی ایسا نہیں جو سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ کے لیے غضب ناک ہو؟ کیا کوئی ایسا نہیں جسے رسول اللہ ﷺ کے لیے غصہ آئے؟ کیا کوئی ایسا نہیں جو ذاتِ خداوندی کے لیے غضب ناک ہو؟
پھر وہ شامی اپنے گھوڑے سے ہٹ کر خچر پر سوار ہو گیا۔
لوگ دو گروہوں میں تھے: ایک گروہ صرف دیکھنے والا تھا اور دوسرا گروہ لڑنے والا۔
سعید بن خیثم کا کہنا ہے کہ میں نے ایک چھوٹی تلوار لی اور تماشبین حضرات کی اوٹ میں آ گیا۔ جب میں اس بد بخت (گستاخِ سیدہ زہراء) کے پیچھے پہنچ چکا تو میں نے اس تلوار سے اس (گستاخِ سیدہ زہراء) کی گردن اتار دی۔ اس گستاخ کا سر خچر سے آگے جا کر گرا، پھر اس کی لاش کو نیچے پھینک دیا گیا۔
یہ سارا معاملہ دیکھ کر گستاخِ سیدہ زہراء کے ساتھی مجھ پر دوڑ پڑے۔ قریب تھا کہ وہ مجھے قابو کر لیتے کہ دوسری جانب سیدنا زید بن علی سلام اللہ تعالیٰ علیہ کے اصحاب نے نعرۂ تکبیر لگا کر شامیوں پر حملہ کر دیا اور مجھے ان لوگوں سے کھینچ نکالا۔
میں سوار ہو کر سیدنا زید بن علی سلام اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ میری

آنکھوں کے درمیان بوسہ دینے لگے اور فرمانے لگے:

أدركت والله ثأرنا، أدركت والله شرف الدنيا والآخرة وذخرها، إذهب بالبغلة فقد نفلتكها

اللہ کی قسم تونے ہمارا بدلہ لے لیا ہے۔ اللہ کی قسم تونے دنیا وآخرت کا شرف اور ذخیرہ حاصل کر لیا ہے۔ خچر لے جاؤ اسے ہم نے تمہیں بطورِ نَفَل عطا فرمایا ہے۔

(مقاتل الطالبیین ص136)

گستاخِ سیدہ زہراء اور سیدنا محمد بن جعفر الدیباج:

سیدنا امام جعفر صادق کے لختِ جگر، سیدنا امام موسی کاظم کے بھائی سیدنا محمد بن جعفر الدیباج سلام اللہ تعالی علیہ (متوفی 203ھ) اپنے ارد گرد ہونے والے تمام تر امور سے الگ تھلگ رہا کرتے تھے۔

موسی بن سلمہ کا کہنا ہے کہ:

ابو السرایا کے ایام میں ایک شخص نے ایک تحریر لکھی جس میں تمام اہلِ بیتِ کرام اور بالخصوص سیدۃ نساء اہل الجنۃ سیدہ زہراء سلام اللہ تعالی علی ابیہا وعلیہا کو گالی دی۔ وہ تحریر سیدنا محمد بن جعفر الدیباج سلام اللہ تعالی علیہ کے پاس لائی گئی۔ جب آپ نے وہ تحریر سنی تو کوئی جواب دیئے بغیر اپنے گھر تشریف لے گئے۔ جب واپس نکلے تو زرہ پہن رکھی تھی اور تلوار لٹکائی ہوئی تھی۔ لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی اور اپنے آپ کو خلافت کی جانب منسوب فرمایا۔

(مقاتل الطالبیین ص439)

سیدنا محمد بن جعفر الدیباج کا اہلبیتِ کرام کے خلاف ہونے والی کاروائیوں کے باوجود الگ تھلگ رہنے اور پھر سیدۃ نساء اہل الجنۃ سیدہ فاطمہ زہراء کو گالی دیئے جانے کے بعد ہتھیار پہن کر نکل آنے سے اس جرم کی سنگینی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

گستاخِ سیدہ زہراء اور مامون الرشید:

قاسم بن محمد اشیب نے اسماعیل بن اسحاق کو بتایا:

أتى المأمون بالرقة برجلين شتم أحدهما فاطمة والآخر عائشة فأمر بقتل الذي شتم فاطمة وترك الآخر

مامون الرشید (متوفی 218ھ) کے پاس رقہ میں دو شخص لائے گئے، جن میں سے ایک نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گالی بکی تھی، جبکہ دوسرے نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو۔ تو مامون نے اس شخص کے قتل کا حکم دیا جس نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گالی بکی تھی اور دوسرے کو قتل نہ کیا۔

(شرح اصول الاعتقاد 2396 ، المعجم لعبد الخالق بن اسد الحنفی 153 ، السیف المسلول علی من سب الرسول ص419 ، الصارم المسلول ص566)

گستاخِ بنتِ رسول ﷺ کو قتل کی سزا دینے سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ مامون الرشید کی نظر میں بھی سیدۃ نساء اہل الجنۃ کی گستاخی کفر تھی، ورنہ قتل کی سزا کی کوئی وجہ نہ تھی۔

گستاخِ سیدہ زہراء اور اسماعیل بن اسحاق کا فتویٰ:

جب اسماعیل بن اسحاق کے سامنے سیدہ فاطمہ زہراء اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ کے گستاخوں کا مسئلہ بیان ہوا تو فرمایا:

ما حكمهما إلا أن يقتلا لأن الذي شتم عائشة رد القرآن

ان دونوں (یعنی سیدۃ نساء العالمین کے گستاخ اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ کے گستاخ) کا حکم یہی ہے کہ ان دونوں کو قتل کر دیا جائے۔ کیونکہ جس نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کو گالی بکی اس نے قرآن کا رد کیا۔

(شرح اصول الاعتقاد 2396 ، المعجم لعبد الخالق بن اسد الحنفی 153 ، السیف المسلول علی من سب الرسول ص419 ، الصارم المسلول ص566)

گستاخِ سیدہ زہراء اور سلف کا فتوی:

علامہ تقی الدین سبکی (متوفی 756ھ) اور ابنِ تیمیہ حنبلی (متوفی 728ھ) نے اسماعیل بن اسحاق کی مذکورہ بالا گفتگو کے بعد ذکر کیا:

وعلى هذا مضت سيرة أهل الفقه والعلم من أهل البيت وغيرهم

اہلِ بیتِ کرام اور ان کے علاوہ اہلِ فقہ اور اہلِ علم کی سیرت یہی رہی ہے۔

(السیف المسلول علی من سب الرسول ص419 ، الصارم المسلول ص566)

علم کی دنیا میں امام تقی الدین سبکی ایک بڑا نام ہے، ابنِ تیمیہ سے نظریاتی لحاظ سے اتفاق نہیں کیا جاسکتا لیکن اس کی پیش کردہ نقل کو یکسر رد بھی نہیں کیا جاسکتا۔ امام تقی الدین سبکی اور ابنِ تیمیہ کی تصریح کے مطابق فقہاء اور علماء کی سیرت یہی رہی کہ:

جس نے سیدۃ نساء اہل الجنۃ کی گستاخی کی اس کی سزا بھی قتل ہے اور جس نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی گستاخی کی اس کی سزا بھی قتل ہے۔

❖ یہی فتوی شیخ نور الدین علی بن یعقوب بکری (متوفی 724ھ) نے ذکر کیا، جسے ان سے ابنِ تیمیہ نے الاستغاثہ میں نقل کیا:

ولقد بالغ السلف في الاحتياط بجنابه - صلى الله عليه وسلم - حتى أفتى

بعضهم بأن من سب فاطمة أو عائشة أنه يقتل، وقال: على هذا مضت سيرة أهل العلم

یعنی سلف کرام نے بارگاہِ رسالت کی احتیاط کے معاملہ میں مبالغہ سے کام لیا۔ یہاں تک کہ بعض سلف صالحین نے فتوی دیا کہ:

جو سیدہ فاطمہ یا ام المؤمنین سیدہ عائشہ کو گالی دے اسے قتل کر دیا جائے۔

اور یہ بھی کہا: اہلِ علم کی سیرت اسی پہ جاری رہی ہے۔

(الاستغاثۃ ص392)

گستاخی کی سزا قتل ہونا فرع ہے گستاخی کے کفر ہونے کی،لہذا ان علماء کی تصریح سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ:

جیسے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی گستاخی پر کفر کا فتوی دیا جاتا تھا،یونہی سیدۃ نساء اہل الجنۃ سیدہ فاطمہ زہراء سلام اللہ تعالی علی ابیہا وعلیہا کی گستاخی پر بھی کفر ہی کا فتوی دیا جاتا رہا۔

لیکن اسے تاریخ کی ستم ظریفی کہیے یا اربابِ اقتدار کی آلِ رسول ﷺ سے ناانصافی کا نام دیجیے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے متعلقہ مسئلہ تو بیسیوں کتب میں موجود ملتا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کی لختِ جگر سے متعلقہ مسئلہ تلاشِ بسیار کے بعد ہی خال خال کتابوں میں دیکھنے کو مل سکتا ہے۔ **وإلى الله المُشتکی**

چوتھی صورت:

استقلالی حیثیت کے حامل جزوِ مبارک کی بے ادبی نہ تو جزوِ رسول ﷺ ہونے کی حیثیت سے ہو، نہ ہی بے ادبی کے وقت جزوِ رسول ﷺ ہونا ملحوظ و پیشِ نظر ہو۔ ایسی صورت میں بے ادبی اگر کفر نہ ہو تو کم از کم حرام حرام شدید حرام ضرور ہے۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ:

جزء بابِ تعظیم میں کل کا حکم رکھتا ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے بھی ذکر کر چکے کہ:

اللہ کریم جل و علا کا ارشادِ گرامی ہے:

قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ

اے حبیب آپ فرمایئے: اگر رحمن کا بچہ ہوتا تو میں (اس بچے کا) سب سے پہلا عبادت گزار ہوتا۔

(سورۂ زخرف آیت 81)

چونکہ جزء بابِ تعظیم میں کل کا حکم رکھتا ہے، تو اگر بفرضِ محال رحمن جل و علا کی اولاد ہوتی تو وہ جزوِ رحمن ہوتی۔ پس جیسے رحمن مستحقِ عبادت ہے یونہی اولاد بھی مستحقِ عبادت ہوتی۔

یہی گفتگو جزوِ رسول ﷺ میں کی جائے تو حاصل یہ بنے گا کہ:

جیسے کل کی تعظیم اعظم فرائض سے اور بظاہر معمولی بے ادبی بھی کفر ہے یونہی جزء کی تعظیم بھی فرض اور بے ادبی مطلقا کفر ہو گی۔

بالخصوص اجزائے رسول ﷺ اور آپ ﷺ کے جگرپارے، جنہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مخصوص شانِ امتیازی سے نوازا اور ائمہ و علماء کی تصریح کے مطابق امورِ کثیرہ میں جنابِ رسول اللہ

ﷺ کی ذاتِ والا کے ساتھ درجہ میں مساوات و شرکت عطا فرمائی۔

رسول اللہ ﷺ کا سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ سے متعلق فرمانِ گرامی:

❖ جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا

اگر زندہ رہتے تو صدیق نبی ہوتے۔

(سنن ابن ماجہ 1511)

❖ یونہی حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَوْ عَاشَ إِبْرَاهِيمُ لَكَانَ نَبِيًّا

اگر جنابِ ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔

(تاریخِ دمشق 139/3)

❖ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں:

لَوْ عَاشَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا

اگر رسول اللہ ﷺ کے لختِ جگر سیدنا ابراہیم زندہ رہتے تو صدیق نبی ہوتے۔

(مسند احمد 12358)

❖ ابنِ ابی اوفی فرماتے ہیں:

وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهُ، وَلَكِنْ لاَ نَبِيَّ بَعْدَهُ

اگر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد کسی نبی ہونے کا فیصلہ ہوتا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بیٹے زندہ رہتے۔ لیکن آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد کوئی نبی نہیں۔

(صحیح البخاری 6194 ، سننن ابن ماجہ 1510 ، مسند احمد 19109)

یہ مبارک فرمان بھی اولادِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اسی امتیازی شان پر دلالت کر رہا ہے، ورنہ کتنے ہی انبیاءِ کرام ورسلِ عظام کے بیٹے منصبِ نبوت پہ فائز نہیں ہوئے۔ مگر جزوِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو یہ شانِ امتیازی عطا ہوئی کہ اگر وہ بقیدِ حیات رہتے تو بحکمِ جزئیت کل کے وصف یعنی نبوت سے متصف ہوتے۔ لیکن چونکہ سلسلۂ نبوت جانِ کائنات سیدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر مکمل ہو چکا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد کسی بھی معنی کے لحاظ سے کسی بھی نئے نبی کے آنے کا تصور باقی نہیں رہا، سو جانِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے شہزادے بچپن میں ہی وصال فرما گئے۔

جن علماء کی توجہ اولادِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور اجزائے مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اس امتیازی شان کی جانب نہیں گئی وہ اس حدیث کا ہی انکار کر بیٹھے، حالانکہ حدیث مبارک متعدد طرقِ معتبرہ سے مروی ہے۔

پھر اجزائے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں سے بھی بالخصوص سیدۃ نساء اہل الجنۃ سلام اللہ تعالی علیہا۔۔۔

کیونکہ سیدہ زینب، سیدہ رقیہ، سیدہ ام کلثوم، سیدہ فاطمہ، سیدنا قاسم، سیدنا عبد اللہ، سیدنا ابراہیم سبھی میرے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے جگر پارے ہیں، لیکن خاص: "بَضْعَةٌ مِنِّي" کا فرمان سیدۃ نساء العالمین کے حق میں وارد ہوا جس نے آپ رضی اللہ تعالی عنہا کو سب سے ممتاز بنا دیا۔

اور اہلِ علم اس بات کو بخوبی سمجھتے ہیں کہ: یہ فرمان محض بیانِ خلقت کے لیے نہ تھا۔۔۔

کیونکہ:

انبیاءِ کرام علی نبیناو علیہم الصلوۃ والسلام کی بعثت محض بیانِ خلقت کے لیے نہیں ہوتی۔

نیز: اس میں سیدۃ نساء العالمین کی کسی خصوصیت کا بھی اظہار نہیں، کیونکہ محض خلقت کے معاملے میں تو ہر بچہ اپنے باپ کا جزء ہی بنتا ہے۔

اور: اگر یہ فرمان محض بیانِ خلقت کے لیے ہوتا تو سطورِ بالا میں اس فرمان پہ مذکور تفریعات محلِ نظر ہوتیں۔ حالانکہ خود رسول اللہ ﷺ نے:

فمَنْ أغْضَبَها أغضَبَني

کو: "فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي" پر متفرع فرمایا ہے۔

بنابریں:

اولادِ رسول ﷺ اور بالخصوص سیدۃ نساء العالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بے ادبی مطلقاً کفر ہونی چاہیے۔

اور اس رائے کی تائید تیسری صورت کے بیان کے ضمن میں سیدۃ نساء العالمین سے متعلق علماء وائمہ کے فتاوی و عمل سے بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ ائمہ و علماء نے سیدۃ نساء العالمین کی گستاخی کو کفر قرار دینے اور گستاخ کو سزائے موت دینے میں کسی تفصیل کا بیان نہیں کیا۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گستاخی سے متعلق کہا:

من قذف السيدة عائشة بما برأها الله منه فقد كفر بلا خلاف

یعنی جو ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر وہ تہمت لگائے جس سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی براءت بیان فرمائی، بلا شبہ وہ شخص بلا اختلاف کافر ہے۔

لیکن سیدۃ نساء العالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گستاخی کو مطلقاً کفر کہا۔ اور اس کی وجہ سطورِ بالا میں بیان ہو چکی کہ: یہ حکم سیدۃ نساء العالمین کے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ علاقۂ جزئیت

وبضعیت کی بنیاد پر ہے، پس جیسے رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی مطلقاً کفر ہے یونہی جزوِ رسول ﷺ سیدہ فاطمہ زہراء سلام اللہ تعالی علیہا کی بے ادبی بھی مطلقاً کفر بنتی ہے۔

لیکن:

کسی مسلمان کی تکفیر بہت بڑی چیز ہے۔ اس میں انتہائی انتہائی احتیاط فرضِ عین ہے۔ اور اسی احتیاط کے پیشِ نظر ہم چوتھی صورت:

یعنی استقلالی حیثیت کے حامل جزوِ رسول ﷺ کی بے ادبی جبکہ نہ تو بحیثیتِ جزوِ رسول ﷺ ہو اور نہ ہی جزوِ رسول ﷺ ہونا ملحوظ و پیشِ نظر ہو۔

اس صورت پر ہم کفر کا حکم لگانے کا حوصلہ نہیں رکھتے۔ البتہ اسے شدید حرام ضرور سمجھتے ہیں اور بے ادب پر کفر کا اندیشہ بھی رکھتے ہیں۔ **واللہ عز اسمہ اعلم**

خاتمہ

یہاں دو راہیں ہیں:

1: بارگاہِ رسالت کی احتیاط

2: تکفیرِ مسلم میں احتیاط

بندہ کو تصنیف و تالیف کے میدان میں بیس سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا، لیکن بحمدہ سبحانہ و تعالیٰ بندہ کا قلم مسلمان کی تکفیر سے پاک رہا۔ بندہ اس باب میں طریقِ متکلمین کا پیروکار ہے کہ انتہائی ادنی احتمال کے ہوتے ہوئے بھی کسی مسلمان کو کافر نہ کہا جائے۔

اس وقت صبح شام آلِ رسول ﷺ کی حرمتوں کی پائمالی دیکھ کر سینہ چھلنی ہو چکا ہے۔ اشرف دجالی کی گستاخی کے بعد دشمنانِ آلِ رسول ﷺ منظم ہو کر یزیدی پلیٹ فارم پہ محض کمربستہ

نہیں بلکہ آلِ رسول ﷺ کے خلاف باقاعدہ تیر اندازی شروع کر چکے ہیں۔ علم کے کچے مولوی، مفتی بن بیٹھے ہیں اور آلِ پاک کی گستاخی کو ایمانیات کا درجہ دے چکے ہیں۔

ایسی حالت میں راہِ اول: یعنی "بارگاہِ رسالت کی احتیاط" کا سبق یاد دلانا آکد واجبات سے ہے۔ کیونکہ آلِ رسول ﷺ کی بے حرمتی ذاتِ رسول ﷺ کی بے حرمتی ہے۔

مگر برا ہو ان دنیا پرست مولویوں کا جو دنیوی جاہ و منصب کے حصول کے لیے اُن مقدس ہستیوں کی تعظیم و تکریم سے روکتے ہیں جنہیں ذاتِ خداوندی نے ان کی پیدائش سے بھی پہلے شانِ طہارت سے نواز دیا تھا۔

ان حالات میں ضروری سمجھا کہ حرمتِ آلِ رسول ﷺ کے لیے اپنے قلم کو جنبش دی جائے اور امتِ رسول ﷺ کو آلِ رسول ﷺ کی عظمت کا سبق یاد دلایا جائے۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی بھولا بھٹکا ان کلمات کو سن کر یا پڑھ کر آغوشِ کرم میں پناہ گزیں ہونے کو آ جائے اور یوں اس کا بیڑا ابھی پار ہو اور بندۂ ناتواں کی نوکری بھی بار آور بن سکے۔

رشتۂ آئین حق زنجیر پاست   پاس فرمان جناب مصطفی است

ورنہ گرد تربتش گردیدمی   سجدہ ہا بر خاک او پاشیدمی

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

از قلم:

یکے از سگانِ کوچۂ آلِ رسول ﷺ

محمد چمن زمان نجم القادری

رئیس جامعۃ العین۔ سکھر

19 ربیع الثانی 1443ھ / 25 نومبر 2021ء

مصادر ومراجع

القرآن الکریم

نام کتاب	مصنف	متوفی	مطبوعہ
الآحاد والمثانی	أبو بکر بن أبي عاصم	287ھ	دار الرایۃ الریاض
اتحاف الزائر	أبو الیمن بن عساکر الدمشقي	686ھ	شرکۃ دار الأرقم
الاحادیث المختارۃ	علامہ محمد بن عبد الواحد مقدسی	643ھ	دار خضر بیروت
الاحکام الوسطی	الإمام الحافظ ابن الخراط	582ھ	مکتبۃ الرشد الریاض
ارشاد الساری	علامہ شہاب الدین قسطلانی	923ھ	المطبعۃ الکبری مصر
الاستغاثۃ	ابن تیمیہ	728ھ	دار المنہاج۔ریاض
الاشباہ والنظائر	علامہ زین الدین ابن نجیم	970ھ	دار الکتب العلمیۃ
اشعۃ اللمعات	شیخ عبد الحق محدث دہلوی	1052ھ	مکتبہ نوریہ سکھر
اعانۃ الطالبین	أبو بکر بن محمد شطاد میاطی	بعد 1302	دار الفکر
الاعلام بقواطع الاسلام	علامہ احمد بن محمد بن حجر ہیتمی	974ھ	دار التقوی۔سوریا
امتاع الاسماع	علامہ تقی الدین مقریزی	845ھ	دار الکتب العلمیۃ
البحر الرائق	علامہ زین الدین ابن نجیم	970ھ	دار الکتاب الإسلامي
بدائع الصنائع	علامہ علاء الدین کاسانی	587ھ	دار الکتب العلمیۃ
بریقۃ محمودیۃ	علامہ ابو سعید خادمی حنفی	1156ھ	مطبعۃ الحلبي
تاریخِ دمشق	شیخ أبو القاسم ابن عساکر	571ھ	دار الفکر
التنویر شرح الجامع الصغیر	محمد بن إسماعیل صنعانی	1182ھ	دار السلام،الریاض
التوضیح	علامہ سراج الدین ابن ملقن	804ھ	دار النوادر،دمشق
التیسیر شرح جامع صغیر	علامہ عبد الرؤوف مناوی	1031ھ	مکتبۃ الإمام الشافعی ریاض
جامع ترمذی	امام محمد بن عیسی ترمذی	279ھ	دار الغرب الاسلامی

جامع الفصولین	علامہ ابن قاضي سماونہ	823ھ	دار الکتب العلمیۃ
الجواھر المضیۃ	علامہ محیي الدین عبد القادر	775ھ	میر محمد کتب خانہ کراچی
حاشیۃ طحطاوی علی الدر	علامہ احمد بن محمد طحطاوی	1231ھ	دار الکتب العلمیۃ
حاشیۃ الشلبی	علامہ شہاب الدین أحمد الشِّلْبِيُّ	1021ھ	مطبعۃ الکبری الأمیریۃ
حلیۃ الاولیاء	امام ابو نعیم اصبہانی	430ھ	دار الکتاب العربی
خلاصۃ الفتاوی	امام طاہر بن عبد الرشید بخاری	542ھ	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
درر الحکام	محمد بن فرامرز ملا خسرو	885ھ	دار إحیاء الکتب العربیۃ
در مختار	علامہ علاء الدین حصکفی	1088ھ	دار الکتب العلمیۃ
دیوان الأحکام الکبری	ابو الاصبغ عیسی بن سہل غرناطی	486ھ	دار الحدیث، القاھرۃ
الذخیرۃ للقرافی	علامہ ابو العباس شہاب الدین قرافی	684ھ	دار الغرب الإسلامی
رد المحتار	سید محمد امین ابن عابدین	1252ھ	دار الفکر-بیروت
رسائل ابن عابدین	سید محمد امین ابن عابدین	1252ھ	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
الروض الانف	عبد الرحمن بن عبد اللہ سہیلی	581ھ	دار إحیاء التراث
سبل الھدی والرشاد	محمد بن یوسف الصالحي الشامي	942ھ	دار الکتب العلمیۃ
سنن ابن ماجہ	أبو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی	273ھ	دار إحیاء الکتب
السنن الکبری للبیہقی	حافظ أحمد بن الحسین بیہقی	458ھ	دار الکتب العلمیۃ
السنن الکبری للنسائی	حافظ أحمد بن شعیب نسائی	303ھ	مؤسسۃ الرسالۃ
السیف المسلول	علامہ تقي الدین سبکی	756ھ	دار الفتح (عمان)
الشامل فی فقہ الامام مالک	بھرام بن عبد اللہ الدِّمْیَاطِيّ المالکي	805ھ	مرکز نجیبویہ
شرح اصول الاعتقاد	أبو القاسم ھبۃ اللہ لالکائی	418ھ	دار طیبۃ—السعودیۃ
شرح السنۃ	محیي السنۃ البغوي الشافعي	516ھ	المکتب الإسلامي

شرح الشفا للقاری	علامہ علي القاري	1014ھ	دار الکتب العلمیۃ
الشریعۃ للآجری	اَبو بکر محمد بن الحسین الآجُرِّيُّ	360ھ	دار الوطن الریاض
الشفا	قاضی عیاض مالکی	544ھ	دار الفکر
الصارم المسلول	ابن تیمیہ	728ھ	الحرس الوطني السعودي
صحیح البخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری	256ھ	دار طوق النجاۃ
صحیح مسلم	مسلم بن الحجاج نیسابوری	261ھ	دار إحیاء التراث
الصواعق المحرقۃ	علامہ أحمد بن محمد ابن حجر ہیتمی	974ھ	مؤسسۃ الرسالۃ لبنان
عمدۃ القاری	علامہ بدر الدین عینی	855ھ	دار إحیاء التراث
غمز عیون البصائر	علامہ شہاب الدین الحموي	1098ھ	دار الکتب العلمیۃ
فتاوی بزازیہ	امام محمد بن محمد ابن بزاز کردری	827ھ	مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ
فتاوی تاتارخانیہ	امام فرید الدین عالم بن العلاء	786ھ	مکتبہ زکریا۔ دیوبند
فتاوی السبکی	تقي الدین علي بن عبد الکافي السبکي	756ھ	دار المعارف
فتاوی سراجیہ	امام سراج الدین اوشی حنفی	569ھ	دار الکتب العلمیہ
فتاوی رضویہ	امام احمد رضا خان بریلوی	1340ھ	رضا فاؤنڈیشن لاہور
فتاوي قاضیخان	امام فخر الدین قاضیخان حنفی	592ھ	دار الکتب العلمیہ
الفتاوی الہندیۃ			مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ
فتح الباری	أحمد بن علي بن حجر عسقلانی	852ھ	دار المعرفۃ –بیروت
فتح القدیر	علامہ کمال الدین ابن الہمام	861ھ	دار الفکر
الفصل في الملل	ابن حزم الأندلسي	456ھ	مکتبۃ الخانجي القاھرۃ
فضائل الصحابۃ	امام أحمد بن محمد بن حنبل	241ھ	مؤسسۃ الرسالۃ
کشف الاسرار	علامہ عبد العزیز بخاري حنفی	730ھ	دار الکتاب الإسلامي

الکوثر الجاری	علامہ أحمد بن إسماعیل کورانی	893ھ	دار إحیاء التراث
مالابد منہ	قاضی ثناء اللہ پانی پتی	1225ھ	مکتبہ اسلامیہ پشاور
مجمع الانھر	علامہ عبد الرحمن افندی	1078ھ	دار إحیاء التراث
المحیط البرہانی	علامہ محمود بن أحمد ابن مَازَۃَ	616ھ	دار الکتب العلمیۃ
المخلصیات	محمد بن عبد الرحمن المخلِّص	393ھ	وزارۃ الأوقاف۔ قطر
مرقاۃ المفاتیح	علامہ علي قاری	1014ھ	دار الفکر، بیروت
مستخرج ابي عوانۃ	یعقوب بن إسحاق نیسابوري	316ھ	دار المعرفۃ
المستدرک علی الصحیحین	امام ابو عبد اللہ الحاکم	405ھ	دار الکتب العلمیۃ
مسند احمد	امام أحمد بن محمد بن حنبل	241ھ	مؤسسۃ الرسالۃ
مسند البزار	أبو بکر أحمد بن عمرو البزار	292ھ	مکتبۃ العلوم والحکم
مصنف ابن ابي شیبۃ	أبو بکر بن أبي شیبۃ	235ھ	مکتبۃ الرشد
المعجم لعبد الخالق	عَبْد الخالق بْن أسد بْن ثابت	564ھ	دار البشائر الإسلامیۃ
المعجم الکبیر للطبرانی	حافظ سلیمان بن أحمد طبرانی	360ھ	مکتبۃ ابن تیمیۃ
مقاتل الطالبیین	علي بن الحسین بن محمد اصبہانی	356ھ	دار المعرفۃ، بیروت
منح الروض الازہر	علامہ علی قاری	1014ھ	دار البشائر الإسلامیۃ
منیۃ المفتي	امام جمال الدین یوسف سجستانی	بعد 638	دار الکتب العلمیۃ
المواہب اللدنیہ	علامہ احمد بن محمد قسطلانی	923ھ	المکتبۃ التوفیقیۃ
النافع الکبیر	علامہ محمد عبد الحی لکھنوی	1304ھ	عالم الکتب
النہر الفائق	علامہ سراج الدین ابن نجیم	1005ھ	دار الکتب العلمیۃ
النوادر والزیادات	عبد اللہ بن ابي زید قیروانی	386ھ	دار الغرب الإسلامي
ہدایہ	امام علي بن ابي بکر فرغانی	593ھ	دار احیاء التراث

آل واصحاب رسول ﷺ امت کے لیے تفریق و تقسیم نہیں بلکہ وحدت، قوت، یگانگت اور یکجہتی کا وسیلہ اور عروۂ وثقیٰ ہیں۔ نبی کریم ﷺ سے نسبتِ کاملہ کے ساتھ آپ ﷺ کی تعلیم وتربیت کا شاہکار ہیں۔ ان کے دامن سے وابستہ رہیے۔

اہلِ سنت وجماعت! ثابت قدم رہیے۔ "أَحِبُّوا أَهْلَ بَيْتِي" کے حکم پر عمل کرتے ہوئے مودت ومحبت اہلِ بیت سے دل آباد رکھیے اور "أَكْرِمُوا أَصْحَابِي" پر عمل کرتے ہوئے تکریمِ صحابۂ کرام کو حرزِ جاں بنائیے۔ ایسے بدبخت فسادیوں سے بچیں جو صحابۂ کرام کے دفاع کے نام پر آلِ اطہار کی گستاخیاں کریں یا آلِ اطہار کی محبت کی آڑ میں صحابۂ کرام کی بے ادبی کریں۔

ساداتِ کرام وعلمائے اہلسنت! موجودہ حالات میں "خاموشی کا روزہ" زہرِ قاتل کی مانند ہے۔ اپنا دینی وملی فریضہ سمجھتے ہوئے اپنی آواز بلند کیجیے۔ منظم ہونا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ لہٰذا اپنی صفوں کو درست فرمائیے۔

آل واصحاب کی یکجا راہِ عمل اور مقدس تحریک کے سایۂ رحمت میں آنے کے لیے تحریکِ عظمتِ آل واصحابِ رسول ﷺ کے ساتھ ہم قدم ہو جائیے۔

تحریکِ عظمتِ آل واصحابِ رسول ﷺ

صدر دفتر: E/158 سبزہ زار لاہور

+923478428940